



بُلُوچِستان صوبائی اسمبلی کا پانچواں اجلاس

کاروائی اجلاس، منعقدہ پنجشنبہ ۲۳ فروری ۱۹۸۶ء

صفحہ	مندرجات	نمبر شمارہ
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجیہ قیل المہلت سراں اور اس کا حجاب رخصت کی درخواستیں۔	۱
۲	تخریب استحقاق:- میناب مسز فضیل عالیانی	۲
۳	(سرکاری تقریب میں سٹراسپیکر، وزراء اور ایک اسمبلی کو (PROTOCOL	۳
۴	پروٹوکول کے مطابق نشتوں کا نہ دیا جانا التواع کی تحریکیں:- (پیش کی گئیں)	۴
۵	۱) سیجمی کے مقام پر کوئی کیاں میں لیکن بھر جانے کی وجہ سے دھماکہ۔ ۲) میناب میر بیجی بخش خان کھوسہ	۵
۶	۳) نائب تحصیلدار خوب کے گھر یہم کا دھماکہ ہونے کے سلسلے میں مسز فضیل عالیانی کی پیش کی جئے وائی تحریک التواع سٹراسپیکر کا فیصلہ۔	۶
۷	(جاری ص ۲ پ)	

مشتریات

میر شخار

شماره	قرارداد	میر شخار
۷۰		۷
۷۱	دارای قرارداد نمبر ۱۸ (میناب میر عبدالحکیم فوشیر خانی) -	
۷۲	دارای قرارداد نمبر ۱۹ (میناب میر شیخ بشش خان مخصوص) - ✓	
۷۳	دارای قرارداد نمبر ۲۲ (میناب میر فتح علی خان عمرانی) -	
۷۴	دارای قرارداد نمبر ۲۳ (میناب حاجی عید محمد فتحیزی) - ✓	
۷۵	دارای قرارداد نمبر ۲۴ (میناب مسٹر فضیلہ غالیانی) -	
۷۶	دارای قرارداد نمبر ۲۵ (میناب مسٹر اقبال احمد خان مخصوص) -	
۵۹	گورنر بلوچستان کا حکم -	۷

شمارہ ششم

جلد سیم

بلوج پستان صوبائی اسپیلی

۱۔ مسٹر اسپیکر
۲۔ مسٹر ڈپٹی اسپیکر
مسٹر محمد سرور خان کا کرد
آغا عبدالظاہر

افسران اسپیلی

مسٹر اظہر سعید خان
محمد حسن شاہ

۱۔ سیکرٹری
۲۔ ڈپٹی سیکرٹری

معزازارکین کی فہرست جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت کی

- ۱۵۔ میر فتح علی عمرانی
- ۱۶۔ مس پری گل آغا
- ۱۷۔ مسٹر آبادن فریدون آبادان (مشیر)
- ۱۸۔ میر عبدالغفار علی مگسی (پارلیمانی سیکرٹری)
- ۱۹۔ میر عبدالکریم نوشیر والان (پارلیمانی سیکرٹری)
- ۲۰۔ میر عبدالحید بربخو (پارلیمانی سیکرٹری)
- ۲۱۔ میر عبدالنیجی جمالی (وزیر)
- ۲۲۔ آغا عبدالظاہر
- ۲۳۔ میر احمد خان
- ۲۴۔ سردار احمد شاہ حکیمتراں (وزیر)
- ۲۵۔ مسٹر ارجمند داس بھٹی
- ۲۶۔ مسٹر عصمت اللہ خان موسی خیل
- ۲۷۔ مسٹر بشیر مسح (پارلیمانی سیکرٹری)
- ۲۸۔ مسٹر محمد صالح بھوتانی
- ۲۹۔ میر محمد نصیر سینگل ۱ (وزیر)
- ۳۰۔ حاجی عیید خلد لٹیزی

۲۹. سراجی محمد شاہ مردان زمیں
 ۳۰. سردار محمد عیقوب خان نادر (وزیر)
 ۳۱. ملک طہر یوسف چیر علیزندہ (وزیر)
 ۳۲. میر فتح نجاش خان جوگنیزندہ (وزیر)
 ۳۳. میر فضیل احمد باچا
 ۳۴. میرزا ناصر علی پیغمبر (پارلیمانی سکریٹری)
 ۳۵. میر فوزاحمد خان مری (پارلیمانی سکریٹری)
 ۳۶. میاں سیف الدین خان پیغمبر (وزیر)
 ۳۷. لواب تیمور شاہ جوگنیزندہ (وزیر)
 ۳۸. پیر نسیم بیگیا جوان
-

ہلکو پختان صوبائی اسمبلی کا پانچواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس ہر دن پنجشنبہ سورہ خار ۱۲ فروری ۱۹۸۶ء بوقت دس بجے صبح
زیر صدارت مسٹر محمد سردار خان کا کروں سپیکر منعقد ہوا۔

تلود فرقہ نماک و ترجیہ

از قاری خلیل احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا كُمْ أَذَاقْتُكُمْ إِذَا قُتِلُوكُمْ فِي الْأَرْضِ هـ
أَرْضِيْمَ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا
قَلِيلٌ هـ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا إِلَيْهِمَا هـ وَيُسْتَبْدِلُ قَوْمًا عَيْرَكُمْ وَلَا
تَنْظُرُو هـ سَيِّئَاتِهِنَّ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ هـ

(سورہ توبہ آیات ۳۸-۳۹)

ترجمہ ہے۔ لے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تم سے
اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا گیا تو تم زینت سے چھپتے اور وہ گھر
کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں، دنیا کا زندگی کو اپنڈ کرایا۔ ایسا
ہے کہ تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سر دسامن آخرت
میں بہت خوش رکھ لے گا۔ تم نہ احتو گے تو خدا تمہیں دردناک نزا
د سے گا۔ اور تمہاری جگہ کسی اور گروہ کو اٹھائے گا۔ اور تم خدا کا
کچھ بھی نہ بگاؤ سکو گے۔ وہ ہر جیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وقہہ سوالات

مسٹر اسیکر! آج ایک قلیل المہلت سوال ہے جو مسٹر بیشیر میخ کا طرف سے ہے
بنج ۱۸۷ مسٹر بیشیر میخ

کیا دذیر صفت و حرفت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

الف:- کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان کے کسی شہر میں کوئی کارخانہ از قسم فلور مل، آئس فیکٹری یا پاپ فیکٹری وغیرہ لگانے کے سلسلہ میں حکومت جب کسی فریق کو عدم اعتراض سرتیکیٹ (C.O.N) جاری کر دیتی ہے تو اسی شہر میں وہی کارخانہ لگانے کے لئے حکومت دوسرے فریقوں کو بھی (C.O.N) دیتی ہے جس سے دونوں کارخالوں کے فیل ہونے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ب:- اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کسی ایک شہر میں ایک قسم کا ایک ہی کارخانہ لگانے کے لئے صرف ایک اجازت نامہ جاری کرنے کی تجویز پر غور کر سے گی۔ تا و تک اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ وہاں دو یا دو سے زائد کارخانے چل سکتے ہیں اور معاشی طور پر قابل عمل ہیں۔

وزیر صنعت و حرفت

(الف) یہ درست ہے کہ ایک ہی شہر میں ایک ہی قسم کے کارخانے لگانے کا اجازت نامہ (C.O.N) دو فریقیا زائد کو دیا جاتا رہا ہے۔ اس صحن میں باقاعدہ طور پر انڈسٹریل ڈیلینڈٹ آفیس کی جانب ڈرپورٹ دھوں ہونے اور اس کی تقدیم ہونے کے اس یونٹ مثلاً فلور مل، آئس فیکٹری وغیرہ کی کھپت / مانگ اور مارکیٹ کو حصہ منہ ہونے کے بعد ایک یا ایک سے زائد (C.O.N) جاری کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔
(ب) اس صحن میں ایک سے زائد (C.O.N) صرف اسی صورت میں جاری کیا جانا

FEASIBILITY REPORTS کی جا پنج پڑتال اور (100) کی رپورٹ براۓ مارکیٹنگ / رکھتہ دعیرہ حوصلہ مند ہونے کی صورت میں (N-O-C) جاری کئے جاتے ہیں۔ ایسی صورت نہ ہونے کے نتیجے میں صرف ایک ہی (N.O.C) جاری کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کارخانے کے بند ہونے کے امکانات پیدا نہ ہو سکیں۔ اس ضمن میں ہر عکن احتیاط برقراری جاتا ہے

مسٹر لشیر مسیح : ڈھنٹی سوال خباب والا! اس سے پہلے بھی یہ دیکھا گی تھا کہ جب بھی کارخانہ لگتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے کارخانے لگا دینے جاتے تھے اس کی ایک مثال بھاری بولان ٹیکٹائل مل کی ہے اور اس کے ساتھ ہی حصہ ٹیکٹائل مل بھی شروع کی گئی۔ تکردوں کا کیا حال ہوا؟۔ لہذا ہاؤس سے یہ انتباہ ہے کہ آئندہ جب بھی مل یا فیکٹری یا کارخانے لگائے تو سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ اس کا اس سے پہلے کیا حال ہوا۔ بے۔ کارخانوں کا کیا حال ہوا ہے؟

میر محمد نصیر بیگ (وزیر صنعت و حرف)

میں معزز رکن کو بتاتا چاہتا ہوں کہ بولان ٹیکٹائل اور بیلہ ٹیکٹائل مل کی چوشال دی ہے اس میں اس لئے نامہ ہوئی کہ ایک سے زیادہ این ادی کی دیکھنے کے لئے اس کے مختلف وجوہات ہیں جو معزز رکن کے نوٹس میں ہونے چاہیں۔ مثلاً اس کا انتظام اس کی پروپریتی وغیرہ اس کے علاوہ اس کے چلانے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔

خباب اپنیکے 1 جو میں بند ہوئی ہیں۔ وہ این ادی کی وجہ سے بند نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ اس میں صحیح انتظامات نہیں کر کر گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ فیل ہو گئیں ہم آپ کو یقین دلانا چاہیتے ہیں کہ جب بھی ہم مل شروع کریں گے تو ہم ان تمام انتظامات کو ملاحظہ کھیں گے۔ لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ کارخانہ لگاتے وقت اپنی احصارہ داری قائم کرنا چاہیتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک کارخانہ ہو

وہ سرانہ ہو۔ ہماری حکومت اور حکمر کے مذکور ہی بات ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کام لشکر ہم پہنچا دیں۔ تاکہ ان کا منافع کم نہ ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہماری آپ سے یہ لذائش ہے کہ اس سلسلہ میں لوگوں کی اجراہ داری ختم کرنے میں ہماری مدد کریں۔

رخصت کی درخواستیں

مسٹر اسپیکر: سیکرٹری ایجنٹی اعلانات کریں گے۔

مسٹر انطہر سعید خان: (سیکرٹری ایجنٹی)

انج گجران کی طرف سے دور رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ایک سردار دینار خان کرداری طرف سے اور دوسرا میر سلیم اکبر بیگی کی طرف سے ہے۔
حاجی سردار دینار خان کردار نے گزارش کی ہے کہ: "میں آنکھوں کے آپریشن کی خاطر کراچی جا رہا ہوں لہذا ایجنٹی کی حاضری سے مورخہ سال فروری ۱۹۸۶ء اختتام ایجنٹی روں سیشن رخصت عطا فرمائی جائے۔"

مسٹر اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری ایجنٹی: میر سلیم اکبر خان بھی نے اپنی درخواست میں لکھا ہے کہ مورخہ سال فروری ۱۹۸۶ء کے اجلاس میں شرکت اپنی، اکتوبر کی لہذا رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے
(رخصت منظور کی گئی)

ظریک استحقاق

مسٹر اسپیکر : آج ایک تحریک استحقاق، ہاؤس میں جو مسٹر فضیلہ عالیانی کی جانب سے ہے۔ مسٹر فضیلہ عالیانی اپنی تحریک استحقاق پیش کریں

مسٹر فضیلہ عالیانی : جناب د والا! آپ کی اجازت سے میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں لازم "مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۶ کو کونٹر ڈبلینٹ ائمہ رضاؑ کے زیرِ انتظام اور ہمیشہ برج سریاب روڈ کے انتظام کے موقع پر اسپیکر وزراء اور اراکین اسمبلی کو پروگول کے مطابق نشستیں نہیں دی گئیں بلکہ اکثر سرکاری اہلکاران کو ان پر غقیت دے کر ڈالس پر پہلی نشستہ رہیں ہیں بھایا گیا۔ جس سے اسپیکر، وزراء اور اراکین اسمبلی کا استحقاقی مجرود ہوا ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے"

مسٹر اسپیکر : تحریک یہ ہے کہ ۔

"مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۶ کو کونٹر ڈبلینٹ ائمہ رضاؑ کے زیرِ انتظام اور ہمیشہ برج سریاب روڈ کے انتظام کے موقع پر اسپیکر وزراء اور اراکین اسمبلی کو پروگول کے مطابق نشستیں نہیں دی گئیں بلکہ اکثر سرکاری اہلکاران کو ان پر غقیت دے کر ڈالس پر پہلی نشستوں میں بھایا گی۔ جس سے اسپیکر، وزراء اور اراکین اسمبلی کا استحقاقی مجرود ہوا ہے۔ لہذا ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے"

وزیر اعلیٰ : یہ تحریک استحقاق جو ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ مجھے یہی خوشی ہے کہ اس موزنا ایوان میں تمام موززا اراکین کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی جو امت اور طریقہ کار آگیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں مبارک با پیش کرتا ہوں جیسا تک

اس بیل کے معزز ارکین ہاتھ میں۔ میں پہلے بھی دا جنگ کر چکا ہوں اور یہ تمام چیزوں
اپنی انتظامیہ کو کہہ چکا ہوں، کہ صوبہ ایسا اس بیل اور نیشنل اس بیل کے جو سمجھان ہیں علاوہ
اس کے جو لائیٹ ہیں انہی احترام بھیں ہر صورت میں کرنا ہے۔ کیونکہ اگر سمجھان اس بیل
کا احترام نہیں ہوتا۔ ان کے رتبے کے لحاظ سے نشیش فراہم نہیں، کی جاتی ہیں تو
اس سے کسی ایک فرد کا استحقاق ہی مجرد حسیں ہوا ہے۔ اس میں پوری کیمینٹ
کا استحقاق مجرد حسیں ہوا ہے۔ جس میں آپ کا چیف منیجر بھی شامل ہے۔ وزراء صاحبان
شامل ہیں۔ اسپیکر صاحب شامل ہے۔ اس سلسلے میں سب کا استحقاق حسرو مرد حسیں ہوا
ہے۔ جس کے لئے اس معزز ایوان میں تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ میں ان کو یقین
دلاتا ہوں کہ میں نے اپنی تمام انتظامیہ کو ہدایت کی ہے رائدہ ایسی بات نہیں ہوئی
چاہیئے۔ ہمیں اپنے اسپیکر صاحب کا احترام ہے۔ جب بھی اس چیز کا علم ہوا باقی
صوبوں کے اندر اگرچہ دوسرا طریقہ کار سردرج ہے۔ جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے۔
بلوچستان کی اپنی ایک رادیت ہے۔ ہمارے اسپیکر صاحب قابل احترام ہیں۔ میں نے
اپنی انتظامیہ کو کہا ہے کہ ہمارے اسپیکر کا احترام صوبے کے وزراء سے بھی اگر
ہونا چاہیئے۔ (تائیان)

جہاں تک سمجھان اس بیل کا تعلق ہے جو غلطی ہو گئی ہے میں آپ کو یقین دلاتا
ہوں کہ اس غلطی اور کوتاہی میں آپ کی حکومت قطعی شامل نہیں ہے اور میں کہتا ہوں
کہ آئندہ ایسی باتیں کبھی نہیں ہوں گی۔ یہ تحریک استحقاق جو پیش کی گئی ہے۔ بھی
بڑی خوشی ہے کہ میں اب اس کا طریقہ کار آگیا ہے۔ شعور پیدا ہو چکا ہے۔ اور اس
شعور پر پہنچنے والے ہیں کہ اس ایوان میں تحریک استحقاق کیسے پیش ہوتی ہے کیا ہوتی
ہے۔ اب ہماری انتظامیہ کو بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سمجھان اس بیل بالکل
ناکارہ ہیں۔ ان کو کچھ نہیں آتا ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ ان شہربازوں
کی طاڑا نظریں آپ کے ہر قدم پر آپ کے ہر فعل پر درہیں گی۔ یہ آپ کے اھن
بیٹھنے پر اور سب کاموں پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ بھی ایسا کریں گے۔

جناب اسپیکر! ایسی باتیں اس قسم کی غلطیاں بھر نہیں ہوں گی۔ جس سے کسی
معزز سمجھان کا استحقاق مجرد حسیں ہو۔ ایسی غلطی نہیں ہوگی اگر ہمارے کیوڈیاں کے وزیر صاحب

۹

کی نظر بھی ایسے انتقامات پر پوچھتی تھوڑہ اس وقت اس کا مداوا کرنے تے ہمارا میسا واقعہ
بھاگنا ہوتا۔ یہ ایک بات بخیر دیکھے ہو گئی ہے۔ جس کا میں اس معزز الیوان سے
محدرت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ ایسی باتیں رونما نہیں
ہوں گی۔ جناب والا! مجھے امید ہے میری اس تسلی کے بعد محترمہ اپنی تحریک اسحقاق پر
زور نہیں دیں گی۔

مسٹر اسپیکر کیا آپ اس تحریک پر زور دینا چاہتا ہیں؟

مسٹر فضیلہ عالیہ: جناب اسپیکر! میں آپ کی مشکور اور مسنون ہوں آپ
نے یہ سوال مجھ سے کیا اور میری بھی رائے طلب کی لیکن اس الیوان میں قائد الیوان
نے جو یقین دہانی کرائی ہے۔ میں اس کا بھی تھہ دل سے شکر یہ ادا کرتی ہوں۔ میرا تھہ
اس تحریک اسحقاق پیش کرنے کا ہرگز یہ نہ تھا کہ میں کسی کی مخالفت کرتی ہوں۔
بلکہ مجھے اس لئے خیال آیا اور حقیقت بھی ہے کہ اس کل کی نشستوں کی ترتیب سے
پورے ہاؤس کا استحقاق بمردج ہوا ہے اور ہاؤس کے یہ مجرمان اگر اپنے ذقار
کا خیال نہیں رکھ سکتے تو ان کا کوئی حق بھی نہیں ہے کہ وہ ان سیٹوں پر بیٹھ رہیں
ہلہلا میری گزارش ہوگی اور میری تجویز بھی ہوگی کہ آئندہ سرکاری اور دیگر تقریبات
میں پہلو ٹوکوں کا خیال رکھتے ہوئے اور ڈائیٹ پر لیہڈنٹ کا خیال رکھتے
ہوئے اگر نشستوں پر جیسیں لگادی جائیں تو پھر اس قسم کی غلطی نہیں ہوگی اور یہ
غلط فہمی نہیں ہوگی کیونکہ ہم نے اور سرکاری اہلکاروں نے ساقہ ساقہ چین ہے۔
ان کھل تعاون ان کی مدد اور ان کو سمجھے بغیر ہم چل بھی نہیں سکتے۔ پورے ملک اور
پورے صوبے کو ان کی ہمیں ضرورت ہے۔

لیکن کلاماً واقعہ افسوسناک تھا اور اگر میرے اس معزز الیوان کے مجر
مہ سمجھتے ہیں کہ واقعہ ان کا استحقاق بمردج ہوا ہے۔ وہ میرا س معاشرے میں ساختہ
ہے۔ لیکن چونکہ قائد الیوان نے یقین دہانی کرائی ہے۔ وہ صحیح سوچ سکتے ہیں اور
میرا دذیر اعلیٰ صاحب ہے اعتماد ہے۔ میں امید کرتی ہوں۔ جیسا کہ انہوں نے

فرمایا ہے۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور سارے صوبے میں صوانی اسیلی کے میران کا استحقاق مجرد نہ ہوگا۔ سینتوں کے علاوہ دیگر باتوں کا بھی اس طریقے سے خیال رکھا جائے گا۔ بلکہ ہمیں اس حد تک سوچنا چاہیے کہ بھارا اگر کوئی ساختہ ایسے پیا لے گذاشتہ برسوں میں رہا ہے اور ہوا جانشندہ رہ چکا ہے۔ اس صوبے کا منتخب غیر رہ چکا ہے۔ ہمیں ان کی طرف بھی نگاہ ڈالنی چاہیے۔ ان کے لئے بھی سوچنا چاہیے۔ میں یہ عرض کر دوں گی کہ آج کی یہ صوبائی حزب ختار ہے آج لا یہ ایوان اور آج کے یہ منتخب شناخت سے جو وزیر اعلیٰ بنئے ہیں۔ بوسپیکر اور وزیر بنئے ہیں یہ بلوچستان کے ان سیاسی لیڈر ان کی حب و جد کا تیجہ ہے۔ جو اس جیز کے ہاتھ میں اور صوبہ بلوچستان کے لئے انہوں نے صوبائی خود مختاری حاصل کی ہے۔ لہذا ہمیں انہیں بھی اپنے ساتھ لے کر چلنا ہے۔

وزیر اعلیٰ :- (پرانٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر یہ تحریک استحقاق ہے میں انہیں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو ذکر انہوں نے کیا ہے۔ وہ ضروری ہے کہ کوئی سیاسی بمرہبہ ہو۔ یا سیاسی شناختہ رہا ہو۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کون ایسا سیاسی شناختہ جوان کی نظر میں ہے وہ دامنخ کریں۔ کہ کون ایسا فرد ہے کہ جس کی جدوجہد سے ایسا ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوشش تو تمام افراد کی رہی ہے جسیں جدوجہد کی طرف ان کا اشارہ ہے۔ بلوچستان کے تمام افراد کی جدوجہد سے ایسا ہوا ہے۔ کسی خاص حرد کا وہ یہ ثابت کر دکھانہیں تو ایسا نامکن ہے کہ صرف غلام فرور کا جدوجہد سے ایسا ہوا ہے۔ کہ غلام فرور نے تاریخ کے اندر ایسا کام کیا ہے یہ تو پارلیمنٹری محاملات ہیں۔ صرف بلوچستان کا حوالہ نہیں دینا چاہیے۔ یہ تو پوری دنیا ہے۔ کوئی مرتبا ہے تو دوبارہ زندہ نہیں ہوتا۔ یہ تو تاریخ ہے۔ یہاں حالات بدلتے رہتے ہیں۔ محل کے دستور کو نہیں دیکھا جاتا۔ موجودہ حالات کو دیکھا جاتا ہے۔ تو میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ صرف اپنے متعلق اور تحریک استحقاق کے متعلق بات کریں۔

جناب والا! میں کہتا ہوں۔ جب میں نے انہیں پورا لیکن دلا دیا ہے اب

۱۱

آنندہ ایسی باتیں روشن نہیں ہوں گی۔ جو سبھاری اور اخلاقی کا تناہنا ہے کہ اس میں مزید تقریر نہیں ہونی چاہئے۔ مجھے امید ہے ہماری جو مقررہ ہیں۔ وہ ہماری اس بات سے اتفاق کریں گی اور اس ہاؤس کو بھی مجھ سے اتفاق ہو گا۔ ان شاء اللہ آمنہ ایسی باتیں نہیں ہوں گی۔

مسٹر فضیلہ عالیہ: جناب والا! جس سیاسی رہنمایا کا میں ابھی ذکر کرنے والی تھی۔ جو اس ملک میں امن کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ وہ عبدالصمد خان اچھڑا مرحوم تھے۔ جنہوں نے قربانی دی اور آج ان کا بھائی جو اس ایسی کے رکن رہ چکے ہیں۔ ان کو اشتہاری مجرم قرار دیا گیا ہے۔ کیا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان کا بھی احترام کریں۔

مسٹر اسپیکر: یہ پت تحریک استحقاق سے متعلق نہیں ہے اور محاملہ عدالت میں زیر عزور ہے۔

وزیر اعلیٰ: روائیں کاف آرڈر جناب اسپیکر! اس کا تحریک استحقاق سے متعلق نہیں ہے۔ یہ سمجھتا ہوں۔ محاملہ عدالت میں زیر عزور ہے۔ تحقیقات ہو رہی ہیں اور انہی طرح معزز دکن بلاد جو اپنے آپ کو توہین عدالت کا مرتكب کر رہی ہیں۔

مسٹر اسپیکر: سر فضیلہ عالیہ کیا جام صاحب کی یقین دہانی کے بعد ابھی آپ اپنی تحریک استحقاق پر زور دینا چاہتی ہیں؟

مسٹر فضیلہ عالیہ: جناب اسپیکر! اس سلسلہ میں میں کچھ نہیں کہتا چاہتی۔ جناب والا! جام صاحب نے جو یقین دہانی کرائی ہے۔ میں اور دیگر اراکین ان کا تبرد سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آئندہ اس قسم کی سرکاری تقریبات میں وزراء، اسپیکر اور ہم برلن صوبائی ایسی کے استحقاق اور

پر وہ کوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آئی را فہد پریور نٹ کو فاؤنڈیشن جائے تاکہ آئندہ ہمیں اس قسم کی تحریک ساتھ مل پیش نہ کرنا پڑے۔

مسٹر اسکرکر: مسنون فضیلہ عالیانی اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دینا چاہتی ہیں۔ تاہم میں بھی قائدِ ایوان اور وزیر اعلیٰ کے لواں میں لانا چاہتا ہوں کہ ایوان کے اراکین کے وقار کا اگرا حترام نہ کیا جائے۔ تو میں پہلاً آدمی ہوں گا۔ جسے اس کے خلاف ایکشن لینا پڑے گا۔ (تایان)

عزم اراکین اب الگی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

آج مزید دو تحریک التواہ کے لواں ملے ہیں۔ ایک تحریک التواہ تو میر بنی بخش طحیہ صاحب کا ہے۔ اور دوسرا مسنون فضیلہ عالیانی کی طرف سے ہے۔ مسنون عالیانی نے پہلے سے چلی آرہی ایک تحریک کا لواں فروزی ۱۹۸۶ء کو دیا تھا

تحاریک التواہ

مسٹر اسکرکر: میر بنی بخش خان مخور کی تحریک التواہ یہ ہے کہ:-
”مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۸۶ء کو صلح قلات میں سجدہ کے مقام پر کان بنگرہ، میں گیس پیدا ہو جانے سے خوفناک وہماکہ ہوا۔ جس سے ۷۳ کان کن کن ۱۲، سورفت گہرائی میں چنس گئے۔ جبکہ یہ واقع حفاظتی اقدامات ناکافی ہونے کی بنا پر پیش، آیا۔ جیس کی وجہ سے ہمارے میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا اسلی کی کارروائی روز کو اس حدادث پر بحث کی جائے۔“

مسٹر اسکرکر: مسنون فضیلہ عالیانی کی تحریک ساتھ یہ ہے
”ائز کامیٹی ٹیکنی کے طلباء نے مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۸۶ء کو
یہ ایس اور کو اپیل ہے کہ مج میں بیکھر اور کی کجی اور پوچھ لی جیلکٹ اسٹریٹ

میں صلح چاہی کی نشستوں میں کمی کرنے کے خلاف بطور احتیاج
کلاسون کا باٹلیکٹ کی نیز لیکپر اردن کی کمی دور کرنے اور نشستوں
میں، خواہ اضافے کا مطالبہ کیا۔ جس سے طلباء اور عوام میں بھی
پائی جاتی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس معاملہ پر
بحث کی جائے۔

منزرا سپریکر: چونکہ منزفضیلہ عالیانی کی ایک تحریک التوا پہنچ سے پڑی
ہے۔ لہذا منزفضیلہ عالیانی اپنی تحریک التوا ایوان میں پیش کریں۔

منزفضیلہ عالیانی: جناب اسپریکر! آپ کی اجازت سے میں ریتھریک التوا
پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:-

”واقعہ یہ ہے کہ اتوار کا شب نائب تحصیلدار نژوب کے
گھر زیر دست بھم کادہماکہ ہوا۔ جس سے کھردکیاں اور دروازے
تباه ہو گئے اور لوگوں میں خوف اور ہر اس پھیل گیا۔ لہذا اسمبلی
کی کارروائی روک کر اس معاملہ پر بحث کی جائے۔“

وزیر اعلیٰ: جناب والا! مجھے انوس سے کہتا پڑتا ہے کہ شاید منزفضیلہ عالیانی
نے رات کو خواب میں بھم کادہماکہ سننا ہو۔.....

منزفضیلہ عالیانی: جناب والا! یہ بجز بیک اخبار میں آئی ہے۔

وزیر اعلیٰ: میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب بھی کہتا ہوں کہ اخبار کی
اطلاع کو پاریانی طریقے کار میں مصدقہ تسلیم نہیں کی جاسکتا۔ غائب اہلوں نے
خواب میں بھم کادہماکہ سننا ہوا ہو گا۔ جبکہ حقیقت میں بھم کا کوئی دہماکہ نہیں ہوا۔ یہ بجز
حقیقت پر سمجھنا کہیں ہے اور میں سمجھت ہوں کہ یہ خلط اخلاقیہ پیدا ہونی ہے، صرف پھر

کے نئے بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اخبار میں آجاءئے کہ فلاں جگہ بم پھٹا ہے۔ البتہ اگر آئندہ ریکٹے ہیں، کہم چھوڑنے کا تو میں کچھ نہیں کہ سکتا۔ (تالیاں)

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! ہماری اطلاع کا ذریعہ اخبارات ہیں اور وہاں کے لوگوں نے بھی کفرم کیا ہے کہ خوب کے نائب تھیڈار کے مگر بم کا دہماکہ ہوا اور نقصان پہنچا ہے۔ جناب والا! یہ تھیڈار اور نائب تھیڈار وغیرہ ہمارے تنخواہ دار ملازم ہیں۔ یہ اپنی جان و مال اور زندگی واڈ پر لگا کر اس سو بے کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کی حفاظت کرنا چاہیے۔

وزیر اعلیٰ: (پونٹ آف آئڈر) جناب اسپیکر! میں یہ ہوں گا کہ انہوں نے لفظ میرے تنخواہ دار ملازم استھان کیا ہے۔ جبکہ وہ حکومت کے سرکاری ملازم ہیں اور حکومت کے تنخواہ دار ہیں۔ بلکہ کسی طرف کے ذاتی ملازم نہیں۔ وہ اپنی تصحیح فرمانیں اس کے علاوہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان میں ہمیشہ تحریک التزام پیش کی جاتی ہے وہ رولز کے مطابق ہوئی چاہیئے۔ شاید کسی بھائی نے ان سے مذاق کیا ہو کہ دہان بم پھٹا ہے اور انہوں نے یہ ایڈ جو منصب مومن پیش کی ہے یا محض اخبار کی جزیر کا سہارا لے کر انہوں نے ایسا کیا۔

مسٹر اسپیکر: یہ اخبار میں آیا ہے

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! یہ میرا استحقاق ہے۔ میرا حق بتا ہے کہ جو تحریک میں پیش کروں۔ اگر جام صاحب اس پر کہنا چاہیتے ہیں تو وہ بعد میں کہہ سکتے ہیں۔ وہ بھی پرانے پارلینمنٹ میں ہیں۔ میں ان سے کوئی گستاخی ہمیں کرنا چاہتا ہوں وہ بہت سمجھ دار اور تجربہ کار ہیں۔ ہم بھی اسیلی میں رہے ہیں لیکن اصول یہ ہوتا ہے کہ حیثیت طریقہ تحریک کی پیش کرتا ہے تو اسکی طریقہ تحریک کو کچھ دستخط ہے۔ اسکا میں ملاحظت کی حریقت ہے جبکہ ہدایت میں کچھ تحریک کی حریقت ہے۔

ہوں اور جتنا احترام میرے دل میں ان کا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مشاید ہی کسی کے دل میں ہو۔ میں کہتی ہوں کہ خدا کے واسطے ان کی جان و مال کی حفاظت کریں صاحفہ ہی بہم پھٹنے کی وجہ ہے۔ ڈکٹیویاں ہو رہے ہیں

مسٹر اسپیکر :- آپ نے جو تحریک التوا پیش کی ہے۔ اس کا کیا ثبوت آپ کے پاس ہے۔

مسٹر فضیلہ عالیہ: - جناب والا! دیکھئے ہمارے وسائل پرے محدود ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کے پاس تمام شریعی ہوتی ہے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے وہاں کے لوگ ہمیں اطلاع فراہم کرتے ہیں۔ یا پھر ٹرست ہوتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کیا ٹرست میں جتنی باتیں ہوتی ہیں مثلاً ڈبلینٹ سے متعلق یا ذریاعلیٰ کے حوالے سے یا پھر کسی اور حوالے سے تو کیا وہ بھی غلط ہوتی ہیں۔

جناب والا! اخبارات ذرائع ابلاغ عامہ کا موثر ذریعہ ہوتا ہے اطلاعات کا انصار اس پر ہوتا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ ٹرست میں جو باتیں چھپتی ہیں وہ غلط ہیں میں اس سے اتفاق نہیں کروں گی۔ میرا جو کردار اور طریقہ کار رہا ہے اس کے لئے میں نے اب تک کسی کو اجازت نہیں دی کہ وہ بہم پھٹنے کے معاملات یا دیگر ایسے معاملات پر مذاق کریں۔ کیونکہ یہ تو بہت ہی سمجھدہ مستند ہے۔ یہاں پر بد اہمیت اور بد اشتھانی چیزیں رہی ہے اور اسے مذاق کی صورت میں لیا جا رہا ہے۔ اس کا ذرائع ثبوت یہ ہے کہ کل حکومت نے لا اینجمنڈ آرڈر کی میٹنگ کی ہے، جناب ان بالتوں کا ہم نے تدارک کرنا ہے۔ جیسا کہ جام صاحب نے فرمایا اور میری تعریف کی کہ آج بھی میں جو تحریک استحقاق لائی ہوں۔ سمجھدار ہوں۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ جو کچھ میں پیش کرتی ہوں وہ یہاں کے عوام

مسٹر اسپیکر :- یہ جو تحریک التوا آپ نے پیش کی جسے بہم کے بارے میں کیا حکومت نے اس کی تردید کی ہے؟

مسنون فضیلہ عالیہ اُنیٰ نے: جناب والا! یہ واقعہ مار فروری کا ہے۔ اس بات کی ترویج کسی اخبار میں نہیں آئی ہے اور نہ ہی یہ کہا گیا ہے کہ کوئی گرفتار ہوا ہے۔ ہمیں ایسے واقعات کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ بہت خطرناک واقعات ہوتے ہیں۔

مس پری گل آغا: جناب اپنیکر! میں کچھ لکھنا چاہتی ہوں۔ جناب والا!

کافی دیر سے ہم اس منصب پر بحث کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے وہ ایک پیارے جو اس علاقے کی مناذدگی کرتے ہیں اگر وہ اس بارے میں کچھ بتائیں تو زیادہ مناسب ہو گا کہ کیا یہ بات صحیح ہے یا غلط اس سے وقت بھی بچ جائے گا اور میرے خیال میں بحث بھی زیادہ نہیں ہو گا۔ شکریہ

میر عبید الدین جمالی (وزیر اطلاعات و نشریات)

جناب والا! میں اپنی بہن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس تحصیلدار کا کیا نام ہے کیا انہوں نے اتنی زحمت کی ہے کہ ڈسی سی سے ٹیلیفون پر اس واقعہ کی معلومات کی ہے یا نہیں؟ اگر اسی طرح بلا دਬہ بحث ہوتی رہی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

مس پری گل آغا: جناب والا! دراصل میں جیسا تھا ہوں کہ ہمارا وہ مناذدہ جو اس علاقے سے تعلق رکھتا ہو اس بارے میں تباہی تو زیادہ مناسب ہو گا۔

مسٹر اسکر: پری گل صاحب یہ آپ کا کام نہیں ہے۔ یہ اپنیکر کا کام ہے آپ تشریف رکھیں۔

مس پری گل آغا: جناب! مجھے بولنے دیں۔ یہ میرا حق ہے۔

مسٹر اسکمکر: یہ کام میرا ہے کہ میں اس بارے میں کسی مجرم سے پوچھتا ہوں۔
فضیلہ عالیٰ آپ اپنی تحریک پر زور دینا چاہتی ہیں؟

مہمن فضیلہ عالیٰ: جناب والا! جو نک یہ قیمتی جانوں کا منڈہ ہے اگر یہ ہاؤس
میرا ساحدہ سے تو میں اس پر زور دوں گی۔ دوسری بات یہ ہے اگر یہ ایوان عوامی
جان و مال کی حفاظت کے سلسلہ میں کچھ درد اور احساس رکھتے ہیں تو میر ساحدہ میں
تو یقیناً اس پر سمجھت کرنا چاہوں گی۔

سردار شارطی: روشن، آؤ، ارٹس جناب والا! پہلے تو آپ اس بات کا فیصلہ کریں
کہ آیا یہ واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو کس طرح اور کیسے ہوا ہے اور اگر نہ
ہے ہوا ہوا نہیں تو پھر واقعہ خالع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

میر محمد صہیر مغل (وزیر صنعت و حرفات)

جناب والا! جیسا کہ مختار مفتیہ عالیٰ نے کہا ہے کہ جہاں تک انسانی جاہل
اور سہداری کا تقاضا ہے تو جس بھی بھی عرض کروں گا وہ پہلے یہ ثابت ہو جائے کہ آیا یہ
واقعہ ہوا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم اس، ایوان کے مجرمان بلوچستان کے نمائندے ہیں جاگیہ
عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم کسی سے بدر دی نہیں رکھتے اور
تعادن نہیں کرتے سب سے پہلے یہ ثابت ہو جائے کہ کیسے تکلیف نہیں ہے۔ اس کا
نقضان ہوا ہے تو پھر اس پر بحث کی جائے یہ کہا کہ مجرمان عوام سے ہیں؛ دی نہیں رکھتے
تو میں بھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کو بھی کوئی تکلیف پہنچے گی تو ہم
سب اس کے دکھ درد میں شریک ہوں گے۔

وزیر اطلاعات: جناب والا! میری بہن لورالا نے جائیں اور وہاں جا کر
معلومات کریں۔

مسٹر پری گل آغا : اپنے صاحب! مجھے بولنے کا موقع دیں۔ یہاں پر اس ملاقاتے کا نامندہ موجود ہے آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر : نمائندہ تو حکومت ہے۔ حکومت یہ بتائے کہ وہاں یہ واقعہ ہوا ہے یا نہیں۔

مسٹر ناصر علی بلوچ : جناب والا! فضیلہ عالیہ اسی صاحب کہتی ہیں کہ نائب تھیڈار کے ٹھہر پر دہماکہ ہوا ہے۔ جناب! وہاں نائب تھیڈار کس لئے بیٹھا ہے۔ تھیڈار وہاں کس لئے تعینات ہے۔ اس قسم کی روک تھام کرنا انتظامیہ کا کام ہے۔ یہ ایک پی اے کا کام نہیں ہے۔ دراصل فضیلہ صاحب اپنے آپ کو خود واضح نہیں کر سکتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں عوامی انتظامیہ کو اس وجہ سے شکواہ دی جاتی رہے کہ وہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنے والے ایسا نہیں تھنڈڑے۔ آپ یہ کہ نائب تھیڈار کے ٹھہر میں دہماکہ ہو رہا ہے۔ تو پھر نائب تھیڈار کو وہاں رہنے کا کیا حق ہے۔ جناب سب سے ایم بات یہ ہے کہ نائب تھیڈار وہاں بیٹھا کس لیٹھے ہے۔ اسے پہاڑیٹھے کروہ عالم اور ان کا حیال رکھے ان کو حفظ دے۔ جو آدمی اپنا تحفظ نہیں کر سکتا ہے اسے وہاں رہنے کا کوئی حق نہیں دوسرا بات یہ ہے کہ فضیلہ عالیہ اسی صاحب کے پاس جو روٹ ہے۔ اس میں قصیلہ گپڈہ بھی نہیں لکھا ہے کہ یہ روٹ اپنی کس ذرا بخ سے ملی ہے۔ وہ اپنی تحریک پر زور تو دینا چاہتی ہے اسکے عوام کو تحفظ می۔ مگر اس سے عوام کو تو نقصان نہیں پہنچا۔ نقصان پہنچا ہے تو تھیڈار کو اور وہ ہے انتظامیہ۔ اس طرح ہی ڈی اسی آئے گا کہ مجھے تحفظ چاہیج تو میر بھٹا جاؤ۔ یہ غلط بات ہے۔ ایک پی اے کو تو خود تحفظ چاہئے۔

مسٹر اسپیکر : سرہ نو شیر داں آپ کچھ کہتا چاہتے ہیں؟

مسٹر عبدالکریم نوشیر وانی : جی ہاں۔ میں مسٹر فضیلہ کی حادیت کرتا ہوں کہ

چمن ایریا میں افغانستان والوں نے جو اپنے علاقے میں بماری کی تھی۔ اس کی آواز سن کر فضیلہ صاحبہ نے اپنی تحریک پیش کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ بہم ثواب ایریا میں پھٹا ہے۔ میں کہتا ہوں افغان ایریا میں پھٹا ہے۔

حاجی شیخ طریف خان مندوخیل : جناب اسپیکر! فضیلہ عالیانی سے جو تحریک، التوادیم کے دہماکے سے متعلق پیش کی ہے۔ اجلاس کے بعد ٹیلیفون کروں گا اور پوری انکوانٹری کراؤں گا۔

مسٹر ارجمند واسی بگٹی : جناب والا! میں فضیلہ عالیانی کی اس تحریک کے حق میں، بحث کیا عرض سے تائید کرتا ہوں۔ کہونہ کہ فی المسا فی جمالوں کا معاملہ ہے جیسا کہ ہمارے بعض میران نے ہماہے تو پہلے ہمیں یہ تحقیق کرنا چاہیئے کہ آیا یہ درست ہے یا نہیں میں گذارش کروں گا کہ پر لیں کا خیر ہے۔ انسان فی جمالوں کے تحفظ کا سوال ہے تو اس پر نام بحث ہونی چاہیئے۔ میرے بعض میران نے یہ فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے لیکن جناب کبھی ایسا بھی ہو سکتے ہیں کہ صحیح خبر صحیح جائے اور آپ پر لوگ اسے غلط سمجھیں اور اس پر توجہ نہ دیں اور ان فی جانیں ضائع ہو جائیں۔ میں ایکہ مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ اس پر بحث مزدہ ہونی چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! تحریک التوادیکے کچھ قواعد ہوتے ہیں۔ حکومت اگر ۱۹۷۲ کے روکیز پر عذر فرمائیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ اس پر انہوں نے جس انداز سے تقریر فرمائی ہے۔ اس میں انہوں نے خود اپنی تحریک التواد کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔ حرف اس واقعہ پر بات کی جائے کہ یہ کادہماکہ ہوا ہی نہیں ہے۔ اگر دوہ سمجھتی ہیں کہ یہ کادہماکہ ہوا ہے تو اس کے لئے دوسرا طریقہ کار ہے۔ قانون موجود ہے۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے کہ دیا ہے کہ یہ کادہماکہ نہیں ہوا ہے۔ اگر ان کی تملی نہیں ہوئی ہے اور وہ سمجھتی ہیں کہ یہ کادہماکہ ہوا ہے تو اس کے

لئے جسی ایک طریقہ کارہے۔ جو اس بیان کے قواعد میں موجود ہے۔ وہ اس کا سبھارائے سکتی ہیں۔ لیکن اس وقت جو انہوں نے تحریک التواہ پیش کیا ہے وہ خلاں خلاف ہے اس بیان کے قواعد کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے آپ اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیں

مسٹر اسپیکر:- جہاں تک اس تحریک التواہ کا تعلق ہے۔ یہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق ہے۔ اور اس کی حکومت نے تردید بھی نہیں کی ہے۔ جو کہ معزز رکن، تھیڈار اور نائب تھیڈار کا نام نہیں تباہ کی ہیں اور نقصان کی تفصیل بھی نہیں تباہ کی ہیں میر اس تحریک التواہ کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہوں۔ اب اس پر مزید بحث نہیں ہوں گی چنانچہ

قراردادیں

مسٹر اسپیکر:- میر عبدالکریم نوٹشیر والی اپنی قرارداد پیش کریں۔

میر عبدالکریم نوٹشیر والی قرارداد نمبر ۱۸ منحازب عبدالکریم نوٹشیر والی
جانب اسپیکر! آپ کی اجازات سے میں یہ قرارداد ایوان میر پیش کرتا ہوں کہ:-

” یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ متحده امارات سے آئے والے شیخ صاحبزاد کو فکار کے لئے بلوچستان میں جو علاقہ جات الٹ کئے جاتے ہیں اس کا دائزہ کار مرکزی حکومت کے پا ہے۔

اس قرارداد کے ذریعے مطالہ کرتے ہیں کہ آئندہ الٹنیں کے اختیارات صوبائی حکومت کے اراکین کے ذریعہ دیئے جائیں ”

مسٹر اسپیکر:- قرارداد یہ ہے کہ:-

” یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی

حکومت نے رجوع کرے کہ متحده عرب امارات سے آنے والے
یونیٹی خان کو شکار کے لئے بلوچستان میں جو علاقہ جات الائچ
کئے ہاتے ہیں۔ اس کا داداً کار مرنگی حکومت کے پاس ہے۔
اس قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ الائچ کے
اختیارات صوبائی حکومت کے اراکین کے ذریعہ دیئے جائیں۔

ارباب محمد لوائز خاران کا لسمی (وزیر زراعت)

جناب آپ یہ کہا ہے معاہدہ حکومت کے زیر عزیز ہے اور دفاعی حکومت سے
خط و کتابت جباری ہے۔ جب بھی تسلی بخش جواب ملے گا ہم اس پر کارروائی کریں
گے اور مفرک کی تسلی کرائیں گے۔

مسٹر اسپیکر: مفرک کچھ بولنا چاہیں تو پوچیں۔

میر عبدالکریم نوشیر والی: جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ ۱۹۷۹ء سے لے
کر ۱۹۸۴ء تک جو متحده عرب امارات کے شیخ ہیں۔ اس کے علاوہ سعودیہ اور قطر کے شیخ
ہیں۔ وہ اکثر بلوچستان میں اکثر شکار بھیتے ہیں۔ وہ جس علاقے میں اکثر شکار بھیتے ہیں وہ
جس علاقے میں شکار بھیتے ہیں۔ خاصکر ہمارے خاران کے ایسا یا میں وہ سینکڑوں بندات
کی بھیتیں توڑتے ہیں۔ ان بندات سے روزانہ ان کی سینکڑوں گاڑیاں گذرتی ہیں۔ جس
سے سینکڑیں توڑ جاتی ہیں اور ہر سال زمیندار بھیتے رہتے ہیں، سخت خارے شکار ہوتے
ہیں۔ اس علاقے کی ہزاروں من لکڑیاں یا جانوروں کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس
وقت وہاں ہمارا صرف ذریعہ معاش لکڑیا ہے۔ غریب، لوگ لگوای کاٹ لے کہ ہر دن میں
لار بھیتے ہیں اور اس طرح اپنا گذار اکرتے ہیں۔ میں ان شفعت بھیتے والوں سے کافی
نقضان پہنچتا ہے۔ ہم ان سے یہ کہتے ہیں۔ جب وہ یہاں پر شکار بھیتے ہیں وہ یہاں
بند کچھ بہتیں بنائیں، مرکزیں بنائیں اور ہمارے آدمی اپنے ملک میں لے جائیں۔ نیز
ہمارے طلباء کے لئے وہ یہاں کچھ دفالٹ مقرر کر دیں تاکہ ہم اپنے اڑکوں کو تعلیم دلائیں

گران کا کہنا ہے ہم دنیا قیامت کو پہنچے دیتے ہیں۔ آپ دنیا قیامت کو رجوع کریں۔ جناب والا! ہمان سے یہ سچتے ہیں کہ جب آپ دنیا قیامت کو پہنچے دیتے ہیں تو ہمیں کیوں نقصان پہنچاتے ہیں۔ صرف بلوچستان کے ضلع خاران میں نہیں بلکہ یہ بلوچستان کے ہر ضلع میں آگر شکار بھیلتے ہیں۔ اگر وہ یہاں آگر شکار بھیلتے ہیں اور پہنچے دنیا قیامت میں دیتے ہیں تو یہ ہمارے ساتھ سراسر نااضافی ہے۔ اس ضلع سے نااضافی ہے جہاں وہ شکار بھیلتے ہیں۔ یہ حالیہ دانع جو خاران میں ہوا۔ یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ پروردگار اسلام آباد میں بیٹھا ہوا ہے اور شکار کے لئے ضلع خاران نوالاٹ آئتا ہے۔ میر سے خیال میں اس کو کسی چیز کا پتہ بھی نہیں ہے۔ یہ سراسر نااضافی ہے اور وہ ان کی حفاظت کر سکتے ہے۔ اور نہ وہ ان کا دفاع کر سکتے ہے اور وہ یہ علاقے اسلام آباد سے شکار کے لئے الائچ کر دیتا ہے۔ حالیہ جوان کی دہائی تین گاڑیاں جلاں گئیں ہیں اور ایک گریڈ ۷ ار کے افسر کی ٹانگ روٹ گئی ہے۔ اور وہ ہستپال میں داخل ہے۔ یہ کتنا بڑا ختمان ہے۔

ایں یہ ان پر بڑا اعتراض ہے۔ اگر وہ آئندہ یہاں شکار بھیڑ کرے تو الٹوں صوبہ اسلام کو متاثر کرے ہو گا۔ یہاں صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ مذکور ہیں ماؤنٹ بیور علاقے میں وہ شکار بھیلتے ہیں۔ اس علاقے کے ایک بیالے سے شورہ یا جائے۔ اور انھیں مطلوب کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ ان کی حفاظت بھی کر سکے۔ اور ان کو شکار کر اٹیں۔ وہ ہمارے علاقے کے لئے روڑ اور ہستپال بنائیں اور ایک بیٹھ کر کے آدمی سے جائیں۔

جناب والا! میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ آئندہ تجویز خیوٹ بلوچستان میں شکار بھیلتے کرنے آئیں، ان کو الٹوں بھی صوبہ بلوچستان سے ہوئی چاہیے اور وہ جو فوجیں مرکزی حکومت کو دے رہے ہیں۔ وہ بہوں دیں۔ اگر یہ آئندہ روڑ یہ رہا تو ان کو دفاع نہیں مل سکے گا۔

مسٹر اسکنکر:- اور کوئی حیر اس قرارداد پر براٹا چاہما ہے۔

مسٹر فضیلہ عالیانی:- جناب والا! جہاں تک میرے بھائی میر عید الکریم نو خیر والی

کی اس قرارداد کے امور کا تعلق ہے کہ شکار کھینچنے کی الائچنٹ ہمارے صوبے سے ہی پتوں میں اس کی تائید کرتی ہوا۔ حرف یعنی نہیں بلکہ ہم اپنے تمام معاملات بہتر سمجھ سکتے ہیں اور حل کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے جب، مقامی لوگوں کے لئے شکار کھینچنے پر یا بندی ہے کہ وہ شکار نہیں کھینچتے۔ پھر باہر کے لوگوں اور یہ چیلٹ کیوں دی جاتی ہے ہے ہے حرف شیخوں کو پہنچنے کی ناط شکار کی جاتی ہے صوبے کی جو یہ قدرتی دولت ہے ہم اس کی تباہی کی طرف بڑھیں۔ ایسا نہیں ہوتا پہنچنے اور جیسا کہ وزیر موصوف نے دیکھا ہے کہ ہم ہر روز اپنی کمرتے ہیں اور والملہ لا نفک کا بل بھی زیر غور ہے۔ ابھی تک پوری بات اسیلی میں پیش نہیں کیا ہے تو اس وقت میسلدہ کرنا قبل از وقت ہو گا۔ اور ہمیں سوچنا ہو گا کہ ہم والملہ لا نفک کو کسی تحفظ دے سکتے ہیں۔ اور یہ ہماری بہت بڑی قدرتی دولت ہے ہمیں اس کو تحفظ دینا ہے

میر عبید الرحمن نو شیر وانی .. خباب اسیکرنا میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ شکار کے لئے نہیں آسکتے ہیں۔ وہ آسکتے ہیں۔ میکن وہ جو مراعات مریز کو دے رہے ہیں وہ اس علاقے کو دیں اور اس ضلع کو دیں۔

ذری راعلیٰ .. جب والا بھر کی قرارداد ہے، مصل مقدم کچھ اور تھا اور اس بکھر پہنچنے سے ہمارے وزیر صبغہ سعین دہلی کراچی ہیں۔ یہ اونکی اچھی قرارداد سے مگر مریزی حکومت کے کچھ اصول ہیں اور جہاں تک الائچنٹ کا آئمن ہے۔ جیسے فرم رکن صاحب نے کہا ہے کہ اس کی الائچنٹ یہاں ہو اور اس سے مقصود حل پوچھنا ہے۔ یا نہیں۔

خباب والا! جہاں تک اس ملک کے آئین اور قوانین کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں وہ واضح ہیں اور اسیلی کے تواعد انضباط کارہیں ان کو بھی سامنے رکھنا چاہیئے اور آئین جو سب سے مقدس ہے۔ سب سے بالا ہے اس کو دیکھنا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں جو آئین کی دفعات ہیں۔ ان کو دیکھا جائے کہ وفاق کے یہ اختیارات ہیں۔ ہمارے صوبے کے کیا اختیارات ہیں۔ اس سے ہم صحیح نتیجہ پر

چیخنے لکھ سکے۔

ہمارے دوست ممالک کے جو باہر سے لوگ آتے ہیں۔ اگر بغیر سوچ
بچھے ان سے یہ کہا جائے کہ آپ یہاں نہیں آسکتے ہیں اور ہمارے اسلامی ممالک
کے بھائی ہیں۔ اگر انہیں روکا جائے تو اس سے کوئی اچھا تاثر نہیں، ہوگا۔ شکار
ایک مشغل ہے۔ وہ آکر بھیجتے ہیں۔ عزرا (ع) جو بہت محبدار ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بذات
کو نقشان پہنچتا ہے تو ہم اس چیز کا بھی تصفیہ کرائیں گے۔

ایسا بات ہے تو ہم ان کے درمیان تصفیہ کرائیں گے۔ دراصل میں کیم نوشروانی
صاحب کا دل کی بات جانتا ہوا، جس کے پیش نظر اہنوں نے قراوداد پیش کیا ہے
اور ان کے دل کی بات انش اللہ صبح طور پر حکومت کی خدمت میں پیش کروں گا (تاںیاں)

میر عبید النبی خان جمالی : (وزیر مال و اطلاعات)

جناب والا! میر، بھی اس مسئلہ میں کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ ہمارے بین
منے کہ ہم پیسوں کے لاپتہ میں آکر عرب ممالک کے شیوخ کو یہاں شکار کے لئے
چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بات اُنہیں۔ جناب والا! اگر آپ ہم بھی کوئی روسٹ پا کتائیں۔
ہم آجائے درآپ سے یا بھر سے لہے کہ بچھے شکار پر لے جاؤ تو صردا جیں اسے شکار
پر لے جاؤں گا۔ جبکہ وہ ہم اور دوست ملکوں سے آتے ہیں، دوسری بات یہ ہے
کہ وہ جنپ زندگی کے تفاوت کے لئے آتے ہیں۔ وہ نا یکریہ ایسا برڈھے اور رثیاء
ہے اس کے شکار کے لئے وہ آتے ہیں اور واپس پسے جاتے ہیں۔

جناب والا! ان ممالک کے شیوخ ہمارے دوست ہیں۔ اس طرح ہمارے مابین
دوستی برصغیر ہے۔ اعتراض صرف الائٹ پر ہوڑا سا ہے کہ وہاں پہ اگر ہمارے لئے
تو کھل پبلک کے لئے بھی شکار کرنے کے لئے ایریا مخصوص کر دیا جا۔ موتاکہ ہم بھی شکار
سے لطف اندوز ہو سکیں۔ سارے علاقوں کے لئے الات ہو جاتے ہیں اور یہاں
کے لوگوں کے لئے کوئی علاقہ نہیں رہتا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ الائٹ بلوچستان کی حکومت
کرتی۔ اگر وہاں سے بھی ہوتی ہے تو تحریج ہیں۔ لیکن جیسا کہ میر نے عرض کیا کہ تو کھل
پبلک کے لئے بھی ایریا مخصوص کر دیا جائے تاکہ لوگ شکار کا لطف اٹھا سکیں۔ یہاں

کے لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ کیونکہ سارا بلوچستان شکار کی زندگی آجاتا ہے۔
جناب والا! جیسا میں نے پہلے عرض کیا کہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ ہمارے
آئینوں پر یہاں پاکستان حزور آئیں وہ ہمارے مسلمان جانی ہیں، تاہم ہم باقی فوجوں ہمارے
لئے بھی کوئی ایریا مخصوص کیا جائے۔ تاکہ لوکل پبلک بھی شکار سے لطف اندوڑ پرداز
لوگوں کو خاندہ حاصل ہو۔ جہاں تک وزیر اعلیٰ کی بات سہ تو انہوں نے جریحہ پیارنا
تقریبہ کی ہے۔

مسٹر ارجمند مسکنی: .. معزز اسپیکر صاحب! میر، اپنے معزز رکن عبدالنبی
جانی صاحب کے بات کی تائید کرتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے ملک اور
بلوچستان کے لوگوں کو بھی اجازت دی جانی چاہیئے اور ان کو بھی شکار کا مرق دیا جائے
یہاں بھی بہت سے حضرات شکار کے شافعی ہیں۔ درجنہ اگر سارا بلوچستان بھی ان کے نئے
وقف کر دیا جائے تو کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ شکریہ

مسٹر اسکندر: کیا جام صاحب کی تفہین دہانی کے بعد بھی نوشیر والی دعا صاحب
اپنی قرارداد پر زور دیتے ہیں؟ یا اس کو والپس لینا چاہتے ہیں؟

میر عبدالکریم نوشیر والی: .. جناب والا! میں اپنی قرارداد والپس نہیں لینا چاہتا
 بلکہ منتظر صاحب نے کہا ہے کہ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔

مسٹر اسکندر: سوال یہ ہے کہ آپ قرارداد والپس لئے رہے ہیں؟

میر عبدالکریم نوشیر والی: .. جناب والا میں والپس نہیں لینا چاہتا۔ متعلقہ وزیر
کے مطابق وفاقی حکومت کے ساتھ اسناد کو اٹھایا گیا ہے اور وہ اس پر غور کر رہی ہے۔

مسٹر اسکندر: یا تو آپ اپنی قرارداد والپس لیں یا پھر یہ شفود یا نافلود ہوگی۔

میر عبدالکریم نو شیر والی: جناب اسپیکر میں اپنی قرارداد والپر نہیں لیتا مجھے شکار پر اعتراض نہیں بلکہ وہ شکار کے دوران ہماری لکڑیاں بینا تریں۔ لھڑادرنہلہ توڑتے ہیں۔ بنا۔ لہڑا مانزا اس قرارداد کو سمجھی کے حوالے کر دیں۔ کم از کم بازچستن لاحصہ۔ ۵۰ فیصد تو ہونا چاہیئے۔

مسنون فضیلہ عالیہ: جناب والا! اس قرارداد کو سمجھی کے حوالے کر دیں۔

میر عبدالکریم نو شیر والی: جماں سمجھی کے حوالے کر دیں۔ جو اس کا فیصلہ ہو

مسٹر اسپیکر: تو اعدا اس بات کی اجادت نہیں کر دے۔ چونکہ معذز رکنہ اپنی قرارداد پر زور دینا چاہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو مذکور کیا جائے۔

میر عبدالکریم نو شیر والی: جناب اسپیکر اتنا عرض کرو، کہا کہ گورنمنٹ ہمارا یہ ہم بھی حقدار ہیں۔ ہمارے ساتھ ایسا خلم نہ کریں ہم بھی پاکستانی ہیں۔ وہ ہمارے علاقہ میں شکار بھیجنے ہیں جب دہ ایک تندور کے لئے اپنے لاکھ دستے کتے ہیں تو کیا.....

وزیر اعلیٰ: جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ بات یہ نہیں جوان کے دل کی بات ہے میں اشاعت اس پر توجیہ دوں گا۔ ہم ان کی پوری ترجیحی کو سیکھنے کے لئے ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ صوبے اور مرکز کا تعلق ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں.....

مسٹر اسپیکر: آپ ان کے دل کی بات یہاں کہ دیں تو وہ پریس نہیں کریں۔ تالیف

میر عبدالکریم نو شیر والی: میرے دل کی بات بلوچستان کے عوام کی دل کی بات ہے۔

وزیر اعلیٰ : میں سمجھتا ہوں کہ وہ شکار کے دوران لکڑیاں جلاتے ہیں بذات کونقصا پہنچاتے ہیں

میر عبدالکریم نوٹشیر والی : لکڑیاں جلاتے ہیں لمحہ توڑتے ہیں

مسٹر اسپیکر : نوٹشیر والی صاحب! پیدائش کے قواعد اور ادب کا خیال رکھیں جام سماں بایوں رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ : جو نقصان ہوتا ہے خیال رکھا جائے۔ جناب والا! جیاں تک امداد کی بات ہے تو ہمیشہ سے بھاری امداد کرتے آئے ہیں۔ جب بھی مدد کی امداد ہوتی ہے۔ ابھوں نے کبھی بھی انکار نہیں کیا۔

جناب اسپیکر! جیاں تک قرارداد کا تعلق ہے۔ تو ہم سرکزی حکومت نے ان کی بات پہنچائی کیے کہ الائمنڈ ہائرنیٹ کیا ہونا چاہیئے۔ صوبے کے پاس ہو یا ان کے پاس نہ ہو۔ میرے خیال میں، یہاں پر بلا وجہ بحث کرنا اچھا نہیں میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن فراست دا سے یہی ان کو تسلی مل لئی۔ اور مجھے امیر ہے کہ تسلی حاصل ہو جانے کے بعد وہ اپنی قرارداد پر زور نہیں دیسکے۔

میر عبدالکریم نوٹشیر والی : جناب اسپیکر! میں اپنی قرارداد پر زور نہیں دینا چاہتا اور اسے دا پس لیتا ہوں

مسٹر اسپیکر : (قرارداد پر زور نہیں دیا گیا)

مسٹر اسپیکر : اب اگلی قرارداد میر شیخنش خان کھوہ کی ہے۔ میر صاحب اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۱۹، من جانب میر ثبیح جنگ خان حکومت

جناب اسپیکر میں آپ کی اجازت سے قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ

" یہ ایوان ریلوے کالوں کوئٹہ کے ایک کوارٹر میں گیس سے دم گھٹنے کے باعث ایک ہی خاندان کے دس افراد کی ہلاکت پر نہایت رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدام کرے کہ گیس پر یہ بنانے والی کمپنیاں عالمی معیار کے مطابق اور فنی اعتبار سے محفوظ قسم کے گیس پیپر بنائیں کہ گیس منقطع ہو جانے اور دوبارہ بحال ہونے کی صورت میں گیس میہر خود کا ر نظام کے تحت خود بخود بند ہو جائیں اور گیس خارج ہونے کا امکان نہ رہے۔ تاکہ قیمتی انسانی جانوں کو بچایا جاسکے"

مسٹر اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ:-

" یہ ایوان ریلوے کالوں کوئٹہ کے ایک کوارٹر میں گیس سے دم گھٹنے کے باعث ایک ہی خاندان کے دس افراد کی ہلاکت پر نہایت رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدام کرے کہ گیس پیپر بنانے والی کمپنیاں عالمی معیار کے مطابق اور فنی اعتبار سے محفوظ قسم کے گیس پیپر بنائیں کہ گیس منقطع ہو جانے اور دوبارہ بحال ہونے کی صورت میں گیس پیپر خود کا ر نظام کے تحت خود بخود بند ہو جائیں۔ اور گیس خارج ہونے کا امکام نہ رہے تاکہ قیمتی انسانی جانوں کو بچایا جاسکے"

میر ثبیح جنگ خان حکومت: جناب والا! باہر کے صالک میں گیس کمپنیاں ایسے کمپر بناتی ہیں کہ جب گیس بند ہو جائے تو وہ خود بخود بند ہو جاتے ہیں۔ ادھر حصی یہ انتظام ہونا چاہیے۔ کیونکہ کتنی جانیں اسی گیس سے ضائع ہو گئی ہیں۔ نقصانات ہو رہے

ہیں۔ لہذا میر سی اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور مستقلہ کمپنیوں کو پہلیت کی جائے چونکہ ان کی آمد فی بڑھی ریہ اس لئے وہ حوزہ بخود بھجنے والے ہیئت پہاں پر استعمال کریں۔ لاپور اور اسلام آباد دیگرے میں بھی اس سے نفعان ہوا ہے۔

میر محمد افضل میر علی (وزیر صنعت و حرف)

جناب اسپیکر! معزز رکن کو میں سب سے پہلے سارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ اکثر ایف سی آر یا پچھلے دور میں جانا چاہتے ہیں۔ مگر اس قرارداد کے ذریعہ جدید دور کی ہویات ہیا کرنے کا تقاضا کر رہے ہیں واقعی وہ سارک باد کے مستحق ہیں۔

جناب والا! وزیر صنعت کی حیثیت سے میں انہیں دعوت دیتا ہوں چونکہ معزز رکن اپنے علاقے کے پڑے زیندار ہیں اور خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اگر اس سلسلے میں ایسا کارخانہ لگانا چاہتے ہیں جس میں اس قسم کے جدید ہیئتیار کئے جائیں جن کا اہنوں نے پیروی ممالک میں مشاہدہ کی ہے۔ تو حکمہ صنعت ان کی پوری مدد کر سے گا بلکہ ڈپرہ ملاد جہاں کو اندھہ ستریں ایسا قرار دے رہے ہیں۔ ہم ان کو دہا، زمینی اور دیگر مستقلہ ہویات دیں گے اس طرح دہ برجستان اور پاکستان کے عوام کی خدمت میں ہاتھ بٹھیں۔

میر شیخ بنخش خان کھوسہ : جناب والا! دہاں پر یہ ہیئت گیس کمپنیاں بناتی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر صاحب الہائی۔ بلکہ وہ کمپنیاں لگائیں جن کی آمد نہابہت ہوتی ہے مسٹر اسکرکر: آپ چاہتے ہیں کہ گیس کمپنی دالے لگائیں؟

وزیر صنعت و حرف: جناب والا! گیس کے ہیئت پرائیویٹ کمپنیز بناتی ہیں گیس کمپنی والے ہیئت نہیں بناتے ہیں۔ وہی سپلانی بھی کرتے ہیں۔ میر صاحب کی اگر خدا ارش ہو اور انہیں عوام سے چور دی اور محبت ہو تو ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ کارخانہ لگائیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ جب ہیئت بھجو جائے تو اس کو جلا دیں۔

لیکن اس کے باوجود مجبو ہم اچھی چیزوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ میں کہتا ہو کہ یہ بات حکومت پر نہیں چھوڑنی چاہیے۔ جو کچھ لگیں سپلانی کرتی ہے وہ ہمیشہ ہمدا ہم نے اپنی حکومت بلوچستان کی طرف سے دعوت دیا ہے کہ وہ بھی شعبہ میں کارخانہ لگائیں اگر ان کے پاس وسائل ہیں اور وہ عوام کا درد اپنے سینے میں رکھتے ہیں ہم ان کے ساتھ پر اتنا دن کریں گے کہ وہ ہمارے ساتھ عمل کر عوام کی خدمت کریں۔ تاکہ ایسے حادثات روشن نہ ہوں۔

ڈاکٹر حبیب رمیونچ (وزیر موصلات و تعمیرات)

جناب دالا! اگر اجازت ہو تو میں وزیر صحت کا خدمت میں یہ عرض کر دیں گا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ یہ صاحب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اگر کوئی کارخانہ لگائیں یا کوئی اور لگائے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جو لوگ یہ ہمیشہ بنار پر ہیں وہ اس مسیاہ کے نہیں ہیں اس میں لیکچہ ہوتی ہے اسے میں ثابت کر سکتا ہوں۔ یہ خواہ میں نے اپنے گھر کے ہمیشہ میں پائی ہے۔ البتہ یہ ذمہ داری حکومت کی خریر ہوتی ہے کہ وہ یہ دلیل کہ عوام کی جانوں کو تحفظ کر، طرح دیا جا سکتا ہے۔ چھپے دنما پھر لوگ میرے پاس یہ شکایت سے کر آئے تھے کہ فاطر جناح نے یہاں سینی گوریم میں محکمہ دائیں لگیں ہمیشہ نہیں لگا رہے ہیں۔ میں نے ان سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم لگیں ہمیشہ اس وجہ سے نہیں لگا رہے ہیں کہ جو ہمیشہ ہم نے کچھی سماں میں اسے کیا تو انہوں نے اس وجہ سے نہیں ہمیشہ نہیں ہیں جو ہم نے مانگے ہیں۔ ہمیں اس بات کا تقدیم نہیں سمجھے کہ اس میں لیکچہ ہے بلکہ نہیں ہمدا میں میر نبی سجن کھوسہ صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

میر عبدالکریم لوشیر والی:-

جناب دالا! ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریک میں فرمایا ہے کہ وہ حق بجا نہیں ہیں۔ کیونکہ اکثر ٹھیکدار جب ٹھروں ہیں اور جکلوں میں فتنگ کرتے ہیں اسے ادھورا چھوڑ دیتے ہیں اور کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کیسی لیک ہے آپ اپنی پانیدہ کریں اور حضانت لیں۔ کیونکہ یہ انسانی جانوں کا مستند ہے۔ حکومت بعد میں اسے چک کرے کہیں اس میں لیکھ تو نہیں ہیں۔ جناب ہوتا یہ سمجھے کہ فتنگ کرتے وقت اس میں لیکچہ

باقی رہ جاتی ہے۔ جب وہ چلے جاتے ہیں تو ان کے بعد کہہ اُبیر سے چھڑ جاتا ہے اور زکار، کاموں ذریعہ نہ ہو تو پھر ان نے جانیں ضائع ہو جاتے ہیں

وزیر اعلیٰ: جناب والا! مجھے چاہتے تو یہ تھا کہ میں اس قرارداد پر مداخلت نہ کرنا۔ لیکن چھڑ ہیما یا آٹھا ہے اور یہ سے محاذ رکن سے جو یہ قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس ساخت کی تحقیقات ہو چکی ہے۔ جوں تک اس واقعہ کا تعین ہے یہ بڑا ہی دردناک ساخت ہے۔ اس واقعہ کی وجہ تباہی کی گئی ہے رہنیں ہے بلکہ اور ہے۔ اگر اس ساخت کی وجہ سے قرارداد پیش کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں قرارداد اپنا مقصد پورا نہیں کرتی۔ قرارداد میں اپنے کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ اس سے متعلق بات کی جاتی ہے اور سب سے نہیں، بات یہ ہوتی ہے کہ قرارداد کس بات پر پیش کی جائی جائیں یہ دیکھتا ہوتا ہے۔ اب ہوتا ہی ہے کہ قرارداد کچھ ترقی ہے اور اس کا مقصد کچھ اور ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ممکن ہے۔ تجسس کے حالات و واقعات پیش آتے ہیں تو پھر ان کا یہ فرض ہوتا ہے کہ واقعات کا یہ بخوبی کریں اور جائیں کہ یہ واقعہ اس وجہ سے ہوا ہے۔ اگر یہ امورات اس ناقص ہمیشہ کی وجہ سے ہوئی ہیں تو میں ملکہ کو یہ پہلیت کروں گا کہ دوسرے اس بات کی تحقیقات کریں اور وہاں پر کس قسم سماں پر استعمال ہو اے۔ وہ مگر اندر غریب تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اچھے اور قیمتی قسم کا ہمیشہ حیدر نہیں سکتے تھے میں نے جو اخبارات میں اس کی تفصیل دیکھی ہے اس میں جو بڑی دلکشی آیا ہے۔ وہ پرانا اور قیانی قسم کا ہے۔ ملکہ اندر سڑیز اس پر تحقیقات کرے اور جو نہیں بلکہ چڑاں میں استعمال ہو رہے ہیں آیا وہ معیار کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر وہ معیار کے مطابق نہیں ہیں تو میں ملکہ اندر سڑیز سے کہوں گا کہ وہ ان کے خلاف پوری تحقیقات کریں۔

مسی پر کی اقلیٰ آغا: جناب والا! جب یہ واقعہ ہوا تھا تو میں خود وہاں گئی تھی۔ مجھے ان پر سے حالات کا علم ہے اس میں دراصل نہ ہمیشہ کا قصور ہے اور نہ ہی گیس کا۔ یہ دردناک واقعہ اس وجہ سے رونما ہوا تھا کہ وہ بہت غریب مگر انہیں تھا۔ ان کے پاس بستر نہیں تھے۔ انہوں نے کہہ گرم کرنے کے لئے گیس کے استوڈ کو جلا سکے کے بعد اس پر پانی کی ایک دیکھی رکھدی تھی۔ جس سے گیس کے اثرات پیدا نہیں ہوتے۔ جب آدمی رات کو کسی وقت گیس نہ پڑھتی

یا پانی میں زیادہ ابالہ ہے جس سے پانی استو کے اندر گرا۔ جس سے وہ بچتا گی۔ اس وقت تمام گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ اس بات کا علم انہیں نہ ہو سکا، اور ساری رات ٹکیس خارج ہوتی رہی۔ جس کی وجہ سے یہ داقعہ پیش آیا، میں سمجھتی ہوں کہ اس میں نہ ہیڑ کا کوئی ذکر ہے نہ ایسی کوئی بات ہے، میں حکمرہ صاحب سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ساخت اس وجہ سے ہوا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے ان چھوٹے چھوٹے پھورا کی غشتوں کو ایک جگہ سندھ دھری جگہ رکھا تھا۔ میں یہ کہوں گی کہ میں پورے حالات سے اچھی طرح با جزا ہوں۔

مسٹر اسٹریکٹ:- میر بنا چکش مکھرہ صاحب یہ نہیں کہتے کہ داقو کیوں اور کس طرح پہاڑلہ بلکہ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میر ہیڑ راستہ ہوتے ہیں دھا چھے اور عمدہ قسم کے ہونے چاہتیں آج کل اجوہ ہیڑ مار کر دیتا ہے ہیں دھا ٹینڈر ڈکے مطابق نہیں ہیں۔ حکومت کو ایسی پالیسی بنانی چاہیئے جو جیسی میڈیا میڈیا میڈیا کے مطابق نہیں ہوتے ہیں اور جو کہنیاں بھیج ہیڑ نہیں، بناتی ہیں ان کے کام کو چیک کرنا چاہیئے اور ان پر پابندی عائد کرنی چاہیئے اور اس کے لئے قانون ہو تو اک غیر معیار ہے، میر نہ نہیں ان سے لیکھ نہ پہاور ان کی جانبیں ضائع نہ ہوں۔ یہ جو حادثہ ہوا ہے، ہم سب کو حکوم سے یہ قصور تو مکان والے کا اپنا تھا۔ لیکن اس ملک میں اس صورتے میں ایسے ہیڑ ہونے چاہتیں۔ جو معیار کے مطابق ہوں جن میں لیکھ نہ ہو۔ تاکہ قسمی جانبیں ضائع نہ ہوں

وزیر اعلیٰ:- جناب پائیکر! اس سلسلے میں معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں جیسے کہ پہلے بھی میں نے کہا ہوا ہے میں، اپنی انتظامیہ کو ہدایت کرتا ہوں وہ اس سلسلے میں پوری تحقیق کر سے جو بلوچستان میں سولی گیس کے ہیڑ راستہ ہو رہے ہیں۔ ان کو بھی دیکھیں گے کہ کوئی غیر معیاری نہ ہو۔ ہم ان کا سد باب کریں گے۔ انشا اللہ کوشش کریں گے۔

میر شیخ چکش خان مکھو سہ:- جناب والا! جو ہیڑ مکانوں میں لگتے ہوئے ہیں ان میں ایک ایسا آلہ ہوتا ہے جو خود بخوبی نہ ہو جاتا ہے۔ ہمیں مرکزی حکومت سے رجوع کرنا چاہیئے کہ یہ آلہ باہر سے منگوا کر عوام کو بھیا کرے یا کہنیوں کے تو سلط سے اسے گھروں

میں لگایا جائے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے ہیں کہ یہ واقعہ کیوں ہوا ہے اور صوبائی حکومت کا
قصور ہے یہ تو قدر تباہ اقتو ہے ان کے سد باب کے لئے مزدوری انتظامات کرنے چاہئیں
تاکہ جانیں پچ سکیں ایسے واقعات جو ہوتے ہیں یہ تو قدر تباہ ہیں مگر ان کا تدارک ہونا چاہیے
ماہر سے جوڑا ڈیٹک آلات ہیں دھنگوائیں اور پھر پڑوں پر یہ آر لگایا جائے۔ جیسے ہماری
محترمہ نے کہا ہے کہ یہ داقو تو عام چولپے سے ہوا ہے۔ اگر یہ کنزہ دل کرنے والا لٹکا ہوتا
تو ایسا واقعہ نہ ہوتا۔ ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کے لئے صوبائی حکومت اقدام
کرے۔

مسٹر اسکیکر: جام صاحب کی اس تینی دہائی کے بعد اس قرارداد کو
منظور کرنے کے لئے آپ پر میں تو نہیں کو رہے ہیں ہے قائد الیوان نے آپ کو تینی دلادیا یہے
جو بھی کارروائی ہو گئی وہ اس کے لئے کریں گے۔

میر شنبی بخش خان کھوسے: قائد الیوان سے اور اس ایوان سے ہمیں، بالکلاتفاق
ہے۔ ہمیں کوئی انکار تو نہیں ہے قائد ایوان یا ہم کیا کر سکتے ہیں ہے۔ یہ آلات کو کمپنیاں لگاتی
ہیں آپ ان کو ملگا کر دیں۔ ہمیں اس کے لئے اور پر سے رجوع کرنا چاہیے۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ ادیر کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ ہمیں اس
کا پورا اختیار ہے اور اس کے اہل بھی ہیں اگر بلوچستان میں کہیں، ایسے ہمیشہ رضب کے لئے
ہیں اور وہ تسلی بخش نہیں ہیں تو ہمیں پورا اختیار رہے کہ ہماری حکومت ایسا کمپنیا کے
خلاف مناسب کارروائی کر سکتی ہے۔ ایسے اقدام کئے جائیں گے۔ جس سے غیر معمیاری
ہمیشہ بلوچستان میں پہنچ ہی نہ سکیں۔ لیکن پھر بھی میں معزز رکن کی خدمت میں عرض نہیں
کیا اور آپ کے تو سطح سے اس ایوان کی توجہ منہ دل کراؤ! انکا کہ ہمارا غریب نکس ہے اور ہمیں
پہنچیں گے لوگ رہتے ہیں۔ لیکن جسرا ہمیشہ کا انہوں نے اشارہ کیا ہے۔ یعنی قبیلی ہمیشہ کا ذکر
کیا گیا ہے یہ ایک غریب آدمی کی استطاعت سے ہاہر ہے ایک غریب آدمی اسے نہیں خرید
سکتا۔ لیکن جو امیر آدمی ہیں۔ جن کو الیٹ تعلیمی نے بہت کچھ دیا ہوا ہے۔ جن کے پاس دولت،
کی فرداں ہے وہ تو حزیز سکتے ہیں وہ تاہم ہماری حکومت کی بڑی کوشش، ہو گئی کہ بلوچستان

میں غیر معیاری کا بیٹر نہ آئیں بلکہ اچھے بیٹر آئیں۔ نزد مناسب ہوتا کہ اس سے غربب سے غربب آدمی بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

میر شیخ بخش خان کھوسمہ: جناب والا میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ باہر سے ایک آٹو میلنک آئے منگو اکر لگایا جائے۔

مسٹر اسپیکر: میر صاحب یہ تمام چیزیں تو سب کی بھی ہیں اگر آپ اس قرارداد کو پہلے حلف کر دیں اس میں ترمیم ہو جائے گی پہلا حصہ حلف ہو جائے گا اور باقی قرارداد ہم منظوری کے لئے بخش کرتے ہیں۔ جام صاحب نے آپ کو یقین دلادیا ہے اور تسلی کرداری کا ہے ایسے اقدام نئے جائیں گے۔ جس سے یہاں غیر معیاری بیٹر نہ آئیں۔

میر شیخ بخش خان کھوسمہ: میں یہ حزد رکھتا ہوں کہ بیٹر میں کمزودں کیستم ہو

مسٹر اسپیکر: اچھا دہ سب کی سمجھ میں آگیا ہے۔ قرارداد کے پہلے حصے کو مجبور کر دوسرا حصہ یعنی:-

”کوئی بیٹر بنانے والی کمپنیاں عالمی معیار کے مطابق اور فنی اعتبار سے محفوظ قسم کے گیس بیٹر بنائیں کوئی گیس منقطع ہو جائے اور دوبارہ بحالا ہونے کا صورت میں گیس بیٹر خود کا رنظام کے تحت حضور بخود بند ہو جائیں اور گیس خارج ہوٹ کا امکان نہ رہے تاکہ قیمتی انسان جانوں کو بچایا جاسکے۔“

(قرارداد منظور کی گئی)

قرارداد نمبر ۲۳۰، منجانب میر فتح علی عمرانی

مسٹر اسپیکر: میر فتح علی خان عمرانی اپنی قرارداد پیش کریں۔

میرفتح علی خان عمرانی : جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:-

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ جماعت روڈ کونٹری پر داقع پڑوال ڈپوڈ کو فوری طور پر شہر سے باہر کسی موزوں جگہ پر منتقل کرنے کا بندوبست کرے۔ کیونکہ ان کی موجودگی سے حادثاتی آگ کا کسی وقت بھی بھرپُر اٹھنا عین ممکن ہے۔ جس کی بناء پر گرد و نواح کی گنجان آبادی، املاک اور انسانی حanineen ہر وقت شدید خطرے کی پیشی میں ہیں؟"

مسٹر اسپیکر : قرارداد یہ ہے کہ:-

" یہ ایوان صوبائی حکومت، تسلیم سفارش کرتا ہے کہ وہ جماعت روڈ کونٹری پر داقع پڑوال ڈپوڈ کو فوراً، اطمور پر شہر سے باہر کسی موزوں جگہ پر منتقل کرنے کا بندوبست کرے۔ کیونکہ ان کی موجودگی سے حادثاتی آگ کا کسی وقت بھی بھرپُر اٹھنا عین ممکن ہے۔ جس کی بناء پر گرد و نواح کی گنجان آبادی، املاک اور انسانی حanineen ہر وقت شدید خطرے کی پیشی میں ہیں؟"

مسٹر اسپیکر : کیا آپ اس پر کچھ بونا چاہیں گے۔

میرفتح علی عمرانی : جناب اسپیکر! یہ پڑوال شہر کے وسط میں داقع ہے اور اس کے آس پاس گنجان آبادی ہے۔ اگر اس کا کسی وقت بھی حادثہ ہوا تو پورا شہر آگ کی پیشی میں آجائے گا۔ اس کا حل یہ ہے کہ کیوں نہیں لے نے جو رہنمایہ ہاؤ سنگ اسکیم بنائیں۔ اس پڑوال ڈپوڈ کو وہاں منتقل کر دیا جائے تو بہتر سوئا۔ اس سے یہ خطرہ مل جائے گا۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے اور خدشہ جو معزز کن سے ظاہر کیا ہے۔ اس کا مجھے پورا احساس ہے۔ حالانکہ اس قرارداد کے پیش ہونے سے پہلے بھی میرے سامنے آیا اور میں اس سے پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں۔ حکومت ان مسائل سے غافل نہیں ہے اور جیسا کہ امن و امان لا معاشر ہے یہ اور ایسے دیگر اہم معاملے ہیں جو ہمیشہ ہمارے ذمہ غور آتے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں اپنی استھانیہ کی توجہ بھی مبذول کرائی ہے۔ اس سے پہلے بھی چیز سیکرٹری صاحب کو ہدایت دے چکا ہوں کہ وہ ان سے رابطہ قائم کریں اور ان تمام حکوموں سے رابطہ قائم کریں تاکہ فوری طور پر ان پیڑوں ڈپوٹ کو ہٹانے کا بھی انتظام کیا جا سے اور جو اقدامات ممکن ہو سکتے ہیں وہ کوئی حاصلیں اور ایسا خدشہ جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ خدشہ ہو اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب والا! تمام افزاد کے جان و مال کی ذمہ داری بھی حکومت کی ہوا کرتی ہے اگر حکومت اس سلسلے میں غفلت بر سنت تو میں سمجھتا ہوں یہ صحیح ہنسی ہے۔ میں اس سلسلے میں پہلے بھی ہدایت دے چکا ہوں اور حکومت اس کے لئے فوری طور پر اقدامات کرے گی اور وہ ہی اقدام اٹھائے رکی جس کی آپ توقع کرتے ہیں۔ اور یہ تمام معزز میر خود دیکھیں گے کہ ان کی حکومت نے صحیح اقدام کریا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے اس پہنچ کے بعد ہم لوگ معزز کن اپنی اس قرارداد پر زیادہ زور نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ کام انتظامیہ صدق دل سے کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے مناسب اقدامات اٹھانا چاہتی ہے۔

مسٹر اسٹرکٹر : کیا اس لیقین دہانی کے بعد معزز کن مطمئن ہیں اور اپنی قرارداد والپس لینا چاہتے ہیں؟

میر فتح علی خان عمرانی : جی مطمئن ہوں اور اپنی قرارداد پر زور نہیں دیتا
(تحفیض و آفرین)

مسٹر اسٹرکٹر (قرارداد پر زور نہیں دیا گیا)

قرارداد نمبر ۲۴، منجانب عید محمد توپیزی

مسٹر اسکنکر: حاجی عید محمد توپیزی صاحب اپنی قرارداد ایوان میں پیش کریں گے
حاجی عید محمد توپیزی: خباب اسکنکر! میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد
 ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ:-

”چونکہ ضلیع چاونی قدرتی وسائل سے مالا مال ہے لیکن دریافت شدہ
 قدرتی وسائل میں اب تک سنگ مرمر نکالا جا رہا ہے۔ جس پر چند بڑے
 بڑے سرمایہ دار عرصہ تیس سال سے قابض ہیں اور ہر ایک سکھاں
 ہزاروں ایکڑ زمین ہے۔ جس سے چاونی کے مقامی باشندوں کو کوئی
 فائدہ نہیں پہنچتا۔ لہذا یہ ایوان، ربانی حکومت سے سفارش کرتا ہے
 کہ سنگ مرمر پر قابض سرمایہ داروں کے لئے زمین کی ایک حد مقرر کی جائے
 اور باتی نامہ ہزاروں ایکڑ زمین ضلیع چاونی کے عوام کو الاط کی جائے
 تاکہ ان کا بھی گزر معاف ہو سکے۔ نیز ضلیع چاونی یہ تعلیم، فروع و ترقی کے
 پیش نظریں سنگ مرمر پر دس روپے یا فی جوک پر سور دیے تعلیمیں جیسیں
 خاند کیا جائے تاکہ اس جمع شدہ رقم سے چاونی کے طلباء کو تعلیم جاری
 رکھنے کے لئے تعلیمی اخراجات پہاڑ کئے جاسکیں؟“

مسٹر اسکنکر: قرارداد یہ ہے کہ:-

”چونکہ ضلیع چاونی قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ لیکن دریافت شدہ
 قدرتی وسائل میں اب تک صرف سنگ مرمر نکالا جا رہا ہے۔ جس پر چند
 بڑے بڑے سرمایہ دار عرصہ تیس سال سے قابض ہیں اور ہر ایک کے
 پاس ہزاروں ایکڑ زمین ہے۔ جس سے چاونی کے مقامی باشندوں کو
 کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے

کہ سنگھر پر یہ تا بض سرمایہ دار دوں کے پر زمین کی ایک حدود تقریب کی
جاتی ہے اور باقی انہوں ہزاروں ایکڑ زمین ضائع چاہئی۔ کہ عوام کو الاجمی
لیا جائے تاکہ ان کا بھی گزر معاش ہو سکے۔ نیز ضائع چاہئی میں تعلیمی
وزرع ذرتوں کے پیش نظر فی متن سنگ مر پر دس روپے یا فی ٹرک
پر سور و پسے تعلیمی ڈیکس کیا جائے تاکہ اس جمع شدہ رقم سے چاہئی
کے طلباء کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے تعلیمی اخراجات ہیا کر جاسکیں

حاجی عید محمد نو تیزی : جناب اپنیکر! ہزاروں ایکڑ زمین ایک آدمی کے
پاس ہے اور ایک ایکڑ پر سنگ مر نکالنے کا کام ہو رہا ہے، جبکہ باقی اراضیات خالی
ہو رہی ہیں۔ یہ بماراحت نہتا ہے۔ عوام کا حق نہتا ہے۔ اس کے علاوہ جتنا سلف نہتا ہے
اس کا دارخانہ کو مٹھا ہے۔ لہذا کارخانہ و ہاں لگا یا جانتے یہ بھی بماراحت ہے۔ کہ
سنگ مر کی ستد مذرا کا جائے اور باقی ضائع چاہئی کے حوالہ کو دیا جائے۔ شکریہ۔

میر عید انکرم نوشیر والی : جناب اپنیکر! جہاں سنگ مر قرار کا تعلق ہے
چاہئی اور خاران اصلاح کے پسندیدہ علاقوں سے سوتا، چاندی، ٹانپہ، سنگ مر اور
کرومانیٹ نہلتے ہیں، لیکن سنگ مر کا بلکہ کراچی میں نہتا ہے۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ چاہئی
اور خاران کے عوام کے ساتھ، جو کرومانیٹ اور سنگ مر بہاں سنتے ہے وہ آنڑیا
میں صاف ہوتا ہے۔ یہ بھی ظلم ہے۔ یہاں ہزاروں لوگ پیر و زکار ہیں۔ جن کی صفت
اور علیت ہے ان کے مزدور پیر و زکار ہیں۔ لیکن چند سرمایہ داروں کی تجوییاں ان کے
خون سے صبر رہی ہیں۔ سندا کے لئے اس قرارداد پر بھرپور زور دیں اور اس کی حیات
کویں۔ سنگ مر اور کرومانیٹ پر سور و پسے فی لوٹ تعلیمی ڈیکس عائد کریں
جناب والا! معدنیات ہماری نکلیں اور فیکر ڈی کرائی اور آمنڑیا میں نکلیں
سنگ مر کا کاچ مخل آمنڑیا میں میں سکتا ہے تو کیا چاہئی میں نہیں بن سکتا۔ خدا کے لئے
ان غریبوں کی طرف توجہ دیں۔ اگر آپ نہیں سنیں گے تو اللہ ان کی حزور سستے گا۔

مسٹر اسپیکر! آپ تو حاکم ہیں، آپ کب غریب ہیں۔

میر عبد اللہ حکیم نو شیر والی: جناب والا! یہ بھی دہی، مارت، لاظر فلم والی بات ہے کہ سات لاکھ روپے صرف، دیکھ سکتے ہیں۔ خرچ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح یہ بندجہر کو دیکھ تو سکتے ہیں۔ لیکن استھان نہیں کر سکتے۔

جناب والا! یہ غریبوں، طالب علموں اور مزدوروں کا حق ہے۔ لیکن چند سرمایہ داروں اور شخصیات نے سرمایہ اور سفارش کے بیان بستے پر یہ صفت کراچی اور آسٹریلیا میں لگانا چاہتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے لئے فوری اقدام کرنیا اور ٹیکس ٹائم کریں اور کارخانہ لگایا جائے۔ یہ ان کا حق ہے۔

مسٹر قصیلہ عالمیانی: جناب اسپیکر! میں نو شیر والی صاحب کے خیالات کی تائید کرتی ہوں اور ان کی اس قرارداد کو سپورٹ کرتی ہوں۔ (تایاں)

مسٹر ناصری بلوچ: جناب اسپیکر! جیسا کہ میر سے فرم دیا تھا نو شیر والی صاحب نے فرمایا وہ حقیقت ہے اور صحیح ہے۔ جناب والا! مرکزی حکومت کی جانب سے بلوچستان کو سو فی گیس پر رامنگ ملتی ہے۔ اس لئے کہ سو فی گیس بلوچستان سے نکل رہی ہے۔ اسی طرح ماربل بھی یہاں سے نکلتا ہے۔ اس لئے اس کے کارخانے بھی یہی سیسی بنائے جائیں۔ جناب والا! سنگ مرمر کی یہات خود کوئی قیمت نہیں بلکہ صرف ایک پتھر ہوتا ہے مگر اس کو صاف سفرا کر کے خوبصورت بنایا جاتا ہے۔ اگر یہ کارخانہ یہاں لگایا جائے تو اس طرح اس کا کرایہ اور دیگر اخراجات بچانے جاسکتے ہیں اور لوگوں کو معاش کا ذریعہ میر آئے گا۔ اور لوگوں کو مکھوڑا بہت فائدہ ہو گا۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ماربل چونکہ ہمارے علاقے سے نکلتا ہے، اس لئے ہم اس کو فروخت کر سکتے ہیں۔

جناب والا! جیسا میر صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم اس قابل نہیں ہیں کہیاں کارخانہ لگائیں تو مہربانی فرما کر اس پر ٹیکس لگانا چاہیئے۔ جواہ وہ ایجوکیشن کی صورت

میں ہو۔ حواہ ترقیاتی یا کسی اور صورت میں تاکہ یہاں کے لوگوں کو تھوڑا بہت فائدہ اس چیز سے حاصل ہو سکے۔ جوان کی اپنی سہی

میر عید السنجھ جمالی (دزیہ مال و اطلاعات)

جناب آپ سیکر! میں تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کی مکمل طور پر تحقیقات کرے اور غور کرے کیونکہ اس میں کافی نوگوں کا مسئلہ ہے۔ لہذا اس امر کو خوش اسوی کے ساتھ حل کیا جائے اگر ہم کمیٹی بنائیں تو اس کو اس کے مامنثہ پیش کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ:-

جناب آپ سیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بڑی اچھی چیز ہے کہ اس قسم کی قراردادیں الیان میں پیش کی جائیں۔ جو عالم اور علاقے کے لوگوں کو فائدہ پہنچانے سے تعلق رکھتی ہوں۔

جناب والا! چاہیئے تو یہ کہ ہم عملی طور پر کام کریں۔ صرف یا تین نہ ہوں۔ یا تین کم اور کام زیادہ ہونا چاہیئے۔ جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے تو یہ ایک عملہ اور اچھی قرارداد ہے۔ یہاں میں آسٹریلیا، تاج محل اور کسی ہر دل کا ذکر نہیں کروں گا۔ بلکہ یہ ہمیشہ سے نظرت کا اصول رہا ہے کہ فطرت کے مختلف رنگوں ہیں۔ کہ دریا نکلتا ہیں سے ہے۔ گزرتا ہیں سے ہے اور آبادی کہیں پر کرتا ہے۔ یہ نظرت کا نظام ہے اس میں ہمیشہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آپ ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں کہ کچھ حالات کسی راست پر تھے۔ آج کچھ اور ہیں۔ لیکن انداز بدل گیا ہے۔ یہ تبدیلی آج آپ کو نظر آتی ہے۔ اس قرارداد سے واضح ہے کہ لوگ اپنا حق مانگتے ہیں اور حق مانگنے کا ذریعہ یہ اسمبلی ہے با ضابط قوانین ہیں۔ دوسرا طریقہ کار میں سمجھتا ہوں کہ بجاۓ اس کے کہ لوگ مردوں پر اپنا حق مانگیں یہ ہر حکومت کا فرض ہے کہ وہ ایسے قوانین وضع کرے جن کے ذریعے سے لوگ اپنے حقوق اور فوائد سے بپڑے در ہو سکیں۔

جناب والا! میں تجویز کروں گا کہ آپ سلیکٹ کمیٹی متعین کریں۔ آپ کی اجازت ہو تو میں ان کے نام پڑھ دوں۔ تاکہ یہ سلیکٹ کمیٹی ان چیزوں کا جائزہ لے کر ان محدثیات

کی کتنی ہوئی جا سیئے اور اس پر کس قدر ٹیکس کھونا چاہیئے، خواہ وہ تعلیمی نو عہدت کا ہو یا ترقیاتی تشكیل میں وہ لگانا چاہتے ہوں۔ نیزاں امر کا بھی خیال رکھا جائے اور دیکھا جائے کہ اگر فوٹو شنکی اور خاران کے علاقے جز کا فاضل مجرم نے انہماں کیا ہے کہ وہاں پر انڈسٹریز ہوئی چاہیئے۔ اگر وہ اسکانات بنائیں تو میں ذریعہ انڈسٹریز کی توجہ اس جانب میذول کراؤں گا کہ اس کا فرسی طور پر جائزہ ہیں کہ جہاں معدنیات نکلتی ہیں، وہاں کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ سلفر کا پلانٹ کوئئہ میں ہے۔ یہ ڈیکٹ کی توجہ اس طرف دلائیں کہ کاش یہ پلانٹ اس علاقے میں ہوتا جہاں سے یہ معدنیات نکلتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ محکمہ انڈسٹریز آئندہ اس طرف توجہ دے گا کہ کوئی مزاد اس قسم کا پراجیکٹ لگانا چاہتا ہے تو لگائے۔ جس کا تعلق اسی علاقے سے ہو۔
خباب والا آپ کی اجازت ہو تو میں ان کے نام عرض کر دوں گا۔

مسٹر اسکرپٹر: جام صاحب! اس کے لئے سلیکٹ نہیں بلکہ اسپیشل کمیٹی بنائی جائے گی۔ اس اسپیشل کمیٹی کی پوزیشن کیا ہوگی۔ اس کے مقاصد کیا ہوں گے۔ اگر آپ چاہیں تو اس کے لئے تحریک پیش کریں۔ اور اس میں آپ جن ممبر ان کو شامل کرنا چاہیں۔ ان کا نام بھی پیش کر دیں۔

وزیر اعلیٰ: خباب والا! میں یہ تحریک، پیش کرتا ہوں کہ حاجی عید محمد نوئیزی کی قرارداد کا پورا جائزہ بیٹھ کے لئے ممبران کی ایک اسپیشل کمیٹی تشكیل دی جائے۔ جس میں منزفضیلہ عالیانی، مس پری گل آغا، سردار محمد عقیقب خان ناصر، حاجی میاں سیف الدین خان پر اچھے امیر محمد نفیر (عیگل روزیر صنعت) اور میر ہمایوں خان مری روزیر مالیات) شامل ہوں
لذت: میر احمد خان زہری اور حاجی عید محمد نوئیزی کے نام بعد میں شامل کرنے کو

مسٹر اسکرپٹر: تحریک یہ ہے کہ:-
حاجا جا عید محمد نوئیزی کی قرارداد پر پورا جائزہ بیٹھ کے لئے ممبران کی ایک اسپیشل کمیٹی تشكیل دی جائے۔ جس میں منزفضیلہ عالیانی، مس پری گل آغا، سردار محمد عقیقب

خان ناصر، حاجی میاں سعیف الدین خان پیرا چہ، میر محمد فضیر مسٹری روز یہ صفت اور میر سیاہیوں خان جو
شامل ہوں۔ (لاؤٹ) اور احمد خان نہری اور حاجی عید محمد ناظمیزی کے نام بعد میں شامل کئے گئے۔
(کھڑیک منظور کی گئی)

قرارداد نمبر ۲۳۔ منجانب مسٹر فضیلہ عالیانی

مسٹر اسکرپٹر: اب مسٹر فضیلہ عالیانی اپنی قرارداد پیش کریں۔

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد ایوان
میں پیش کرتی ہوں کہ:-

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبہ کی
خواتین میں خواندگی کی انتہائی کم شرح کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام
طابات کو ابتدائی تعلیم سے لے کر تعلیم مکمل کرنے تک یک صدر دیجے
ماہوار و ظیفہ دے تاکہ خواتین کی خواندگی کی شرح کو بہتر بنایا جائے۔

مسٹر اسکرپٹر: قرارداد یہ ہے کہ:-

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کتا ہے کہ وہ صوبہ کی
خواتین میں خواندگی کی انتہائی کم شرح کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام
طابات کو ابتدائی تعلیم سے لے کر تعلیم مکمل کرنے تک یک صدر دیجے
ماہوار و ظیفہ دے تاکہ خواتین کی خواندگی کی شرح کو بہتر بنایا جائے
فضیلہ عالیانی صاحبہ اپنی قرارداد پر اپنا انہما رخیاں کریں۔

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! میری لاشش رسہے گی کہ جو قرارداد میں نے
پیش کیا ہے میں اپنے بسیکٹ پر ریلوونٹ رہوں۔ لیکن اگر کوئی مسززر کن مداخلت
کو ناپاہنے تو وہ اس ہاؤس کے دفاتر کا خیال رکھیں گے۔

جناب والا! اس پر آپ کی روشنگ حاصل کرنا میراث ہو گا۔ اس قرارداد کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں خواتین کی شرح خواندگی کو جو صایا جائے اس وقت مجھے یقین ہے کہ سب کو شرح خواندگی کا علم ہو گا کہ ہماری شرح خواندگی اعلیٰ آٹھ فیض ہے یعنی ایک فیض سے بھی کم ہے۔ جب کہ پورے صوبے کی شرح خواندگی بارہ یا تیرہ فیض ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کوئی ملک یا قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ ہم خواتین مردوں کے خاتمہ پیشانہ حصول تعلیم میں شامل نہ ہوں۔ ہمارے ملک کی پچاس فیض آبادی خواتین پر مشتمل ہے اور ان میں اشاریہ آٹھ فیض خواندہ ہیں۔ یہ شرح خواندگی تشویشناک حد تک کم ہے۔ اس شرح خواندگی کو پڑھانے کے لئے اگر بھرپار قرارداد پر عملدرآمد ہو اور یہ ایوان متفقہ طور پر میری اس قرارداد کو پاس کرے تو ہم یقیناً اپنی خواندگی کی شرح کو جو صاف سمجھتے ہیں۔ جناب والا! ہمارے صوبے کی آبادی آخری اعداد و شمار کے مطابق پیشناہیں، ناکھنopus پر مشتمل ہے۔ جس میں نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ یعنی ہذا ناکھنopus میں خواتین، اس صوبے میں رہتی ہیں۔ اور ان خواتین کی شرح خواندگی اشاریہ آٹھ فیض ہے۔ اگر ہم اسے ایک فیض بھی مالیں تو باقی نمائونے فیض خواتین نا خواندہ ہیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ ان ترقی یافتہ ممالک کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ چنان ترقی کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ وہاں خواتین کو ملک کی تعلیم و ترقی میں صرف دیکھا گیا ہے اور ان کی یہ شمولیت ملک کے بارے ترقیاتی اور تعمیراتی کاموں میں سے۔ وہاں پر خواتین کی شرح خواندگی تقریباً سو فیصد یا اس سے کچھ کم ہو۔ لیکن اتنی حد تک کم نہیں ہے۔ جتنا کہ اس صوبے کی شرح خواندگی ہے۔

جناب والا! چودہ سو سال قبل اسلام نے عورتوں کو استعمال سے بخاتر دلانی یہ عورت جیسا زمانے میں زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ اس عورت کو اسلام نے، رسول پاک سلم نے اس معاشرے میں، ایک مثالی مقام دیا، مزت دی ایک درجہ دیا اور معاشرے کو یہ سچے عطا کی کہ وہ اسے عزت و احترام کی نظر سے دیکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں حصول علم کے لئے چین بھی جانتا پڑے تو تم جاؤ۔ آپ نے علم اور حصول تعلیم کو عبادت اور حباد کا درجہ دیا۔ یہ پنجام سارے بنی اسرائیل انسان کے لئے تھا۔ جبکہ میں مرد خواتین دونوں شامل ہیں۔ لیکن چودہ سو سال قبل سے لے کر اب تک استعمالی قوتوں نے خواتین کو آگے

بڑھنے نہیں دیا۔ اور ان کا یہ استعمال پرستوراب تک حصاری رہا۔ اس کی بہت سی وجوہات تھیں۔ جن میں ہمارے رسم و رواج، قبائلی نظام، سرداری نظام اور ہمارے اقتصاد کی حالات جس نے خواتین کو پچھے رکھا اور اس کا استعمال کوتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی میں ختاب کی توجہ بر صیغہ کی اس شخصیت کی طرف دلاتا چاہتی ہوں۔ جن کا نام ہے۔ سریداحمدخان۔ جنہوں نے بر صیغہ کے مسلمانوں کے لئے تعلیمی میدان میں پڑھا خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا۔ جہاں سے انہوں نے مسلمانوں کو تعلیم کے میدان میں پہنالاقائی سطح پر مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ سریداحمدخان نے نہ صرف مسلمان مردوں کے لئے کام کیا۔ بلکہ مسلمان خواتین کی بھی حوصلہ افزائنا کی ان کی رہنمائی کی اور ان کے لئے ایسے ادارے قائم کیے جن سے مسلمان خواتین بھی تعلیم (۱) خود رت سے آراستہ ہوں اور ان اداروں سے جن مسلمانوں نے تعلیم حاصل کی ان میں بہت سے ایسے لوگ تھے۔ جنہوں نے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ انہوں نے جدوجہد کی اور اس ملک کے لئے آزادی حاصل کی۔ جس سے یہ ملک پاکستان سرحد وجود میں آیا۔ اگر آپ کو یاد ہو تو اس تحریک آزادی میں خواتین نے حصہ لیا انہوں نے بھی قربانیاں دیں اور اپنی تحریک آزادی کے بھائیوں کے شانہ پشا نہ چلتا رہیں اور قدم پر ان کے ساتھ رہیں۔ لہذا میں اپنے بزرگوں سے، اپنے بھائیوں سے، اپنے نوجوانوں سے یہ انجا کروں گی کہ اپنی بیٹیوں، اپنی بہنوں اور پی ماؤں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں تاکہ وہ کسی کی محتاج نہ رہیں اور ہمیشہ اس ملک کی ترقی کے لئے، اس کی سالمیت کے لئے اور اس کی تقدیر کے لئے مدد و جد کریں۔ قربانیاں دیں اور مختلف ترقیاتی کاموں میں حصہ لیں جناب والا! اسلام نے خواتین کو حق دراثت عطا کیا۔ میکن آج عورت موجودہ حکومت سے، اس معاشرے سے، اس استھانی قوقول کی وجہ سے حلب نہیں کر سکتی اور معاشرے کا خیال رکھتے ہوئے اپنی زبان بند رکھتی ہے۔ اگر اسے کچھ دے دیا جاتا ہے تو تھیک ورنہ وہ خاموشی رہتی ہے۔ اسلام نے اسے حق دراثت دیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ جو بیتیاں اس فیض دوڑھوں میں تو آئیں آج انہیں کوئی ایسی چیز عطا کریں کہ جس سے وہ اک معاشرے میں بوجھ نہ بنیں۔ آئیں انہیں آج ایسی دولت دیں۔ جو ان سے کوئی چھین نہ سکے۔ کوئی اس پر قابض نہ ہو سکے وہ ہے تعلیم۔ بیرحی گزارش ہوگی اور مجھے یقین ہے کہ اس ہاؤس کے کوئی بھی غیر بندی اس قرارداد کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اور سب اسی تائید

ہے۔

کریں گے۔ کیونکہ ہم نے تعلیم کے میدان میں آگے بڑھا سی ہے اور یہ دن فیصلہ آبادی جس کا شروع تعلیم بہت ہی کم ہے۔ اسے ہم نے آگے بڑھانا ہے۔

خاب والا! اس سلسلے میں اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ہنا چاہوں گی۔ کہ بلوچستان میں تعلیم پھیلانے کے لئے، پچیوں کو سکول میں لانے کے لئے اس آبادی کے والدین کو ہم نے بہت سی ترغیبات دیتی ہوں گی۔ جب بھی میں کسی جزاں کی تعلیمی کمیتی فیصلہ لٹریس کمیتی میں رہتا ہوں تو میں سے ہر دفعہ یہاں چیزیں کہی ہیں اور یہ ریکارڈ میں بھی ہوں گی، کہ یہاں کے اقتصادی حالات کے پیش نظر یہاں کی روایات کے پیش نظر ہمیں والدین کو بہت سماں ترغیب دینی ہیں اور ان کو کوئی میش کرنا ہے کہ وہ اپنے پچیوں کو اسکول میں تعلیم کے لئے بھیجنے اور تعلیم عام کرنے میں ہماری مدد کریں۔

یہاں لی اکثر آبادی زیادہ سے زیادہ میرٹ کے سکھ تعلیم حاصل کرتی ہے، لگو کہ بھائیوں سے ہماری خواہش رہتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور آگے بھی تعلیم حاصل کریں اگر کوئی یہ کہ کریں رتم دن ما صرف نادار یا معذور اور قسم پچوں کے لئے ہوتا چاہیے، یہ ان کا حق یہ تو ہنسیں، میں کہتی ہوں کہ یہ سب کے لئے ہوتا چاہیے۔ آپ اپنے آپ کو اس سکریتی میں نہ ڈالنے دا گا۔ یہ حق سب کا بنتا ہے۔ یہاں پر معذور کتنے فیصلہ ہوں گے۔ لیکن وہ پچیاں جو معذور ہنسیں ہیں۔ جن کے ہاتھ پر دماغ سب سلامت ہیں، ان کے لئے جب ہمیں کچھ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی ملک اور قوم کی خدمت کر سکیں اور اپنے ملک کو ترقی دے سکیں۔

خاب والا! اگر ہم اس چیز یہ پوری طرح سے دھیاں دیں۔ اور مجھے امنیہ ہے کہ یہی ان آزادی کوئی مخالفت بھی ہنسیں کرے گا۔

خابا! اسپیکر! آپ کے سامنے اس سلسلے میں کہیں ایک فارمولہ پیش، کرنا چاہوں گی وہ یہ ہے۔ ہم اس صوبے میں ایک فیصلہ لٹریس فنڈ کائم کریں اور اس فنڈ کے ذریعہ جو ہر بچی سکول جاتی ہے۔ غیرہ سے سے کہ میرٹ کی تک اس کو اس سے ایک سور و پے ماپوار دلیفہ دیں۔ جس گھر انے میں ایک پچھا ہے اس کو ایک سور و پے دیں۔ جس گھر انے کا دو بچیاں پڑھتی ہیں ان کو دو سور و پے دیں۔ اگر تین ہیں تو ان کو تین سور و پے دیں۔ اور چار بیٹیں تو ان کو چار سور و پے دیں۔ اس طرح سے دغیرہ دغیرہ۔ جہاں ہم۔ نے ایک مضبوط کے تحت یہ محسوس کریا کہ ہم نے اب اپنے خواندگی کی شریعت اس صوبے میں بڑھا دیا ہے۔ تو ہم

اس پر دگرام کو بند کر سکتے ہیں اور یہ اسما پر دگرام کو منقطع کر سکتے ہیں۔

جناب والا! آئیے آج میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلا دل کر کی ہے ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس صوبے کی ہماری کل آبادی پنچالہیں لاکھوں میں جس میں تقریباً نصف یعنی ۲۰ لاکھ خواتین ہیں۔ اور ان میں ہم نے جن پچیوں کو تعلیم دیتی ہے۔ ان کی عمر پانچ سال سے پندرہ سال ہے۔ اتنے تک وہ میرٹ کر لیتی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے افتقادی حالات اس وقت صحیح نہیں ہیں اور ہمیں ایک مشوہہ نیاست کی ضرورت ہے۔ تو ہمیں ان سب حالات کو ساختہ رکھتے ہوئے ایک اپنا ٹارگٹ پیریڈ بنانا ہوگا۔ فی الحال یہ ٹارگٹ پیریڈ ہم دس سال کا بنا رہا ہے۔ جناب والا اور اب ہم اس میں لاکھ کی آبادی سے پانچ، ان کی عمر سے لے ھمارے اس کی پچیواں کی اوسط نکالتے ہیں۔ فرض کریں جو پچیاں سکول جانے والی ہیں۔ وہ ۴۳ لاکھ ہیں۔ اگر ہم انہیں چار لاکھ کا اس سال سے دس فیصد سے بیش اور اس میں ہر سال اس طرح تو ہم اس دس سال کے عرصے میں چار لاکھ کا ٹارگٹ آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں اور ہم خواتین کی شرح خواندگی ۲۰٪ فیصد بڑھائیں گے اور پہنچنے کو میرٹ کرنے، تعلیم دے سکتے ہیں۔

جناب والا! ان پیار لاکھ کا دس فیصد صرف، چالیس ہزار بتائے ہے۔ ہر سال چالیس ہزار پچیوں کو ہم نے ذیخدا دیتا ہے اور جب ہم ایک سال چالیس ہزار پچیوں کو ذیخدا دیتے ہیں تو ایک سال میں ۷۴ کروڑ ۸۰ لاکھ بن جاتا ہے۔ جیلیے ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ سال میں پانچ کروڑ بن جاتے ہیں۔ ہمیں فی الحال یہ رقم دس سال کے سامنے جای ہے جو لوگی۔ پانچ کروڑ ہر سال کے حساب سے کل رقم پچاس کروڑ بن جاتی ہے۔ ہم ان پچاس کروڑ سے ایک قیمتی لڑکیں فخر طبقاً کر سکتے ہیں۔ اب آپ کا یہ سوال ہو گا کہ یہ پیسے کہاں سے آئے گا؟

جناب والا! ہم یہ رقم مختلف مدارت سے حاصل کریں گے۔ ہمارے صوبے میں انکم ٹکریں، دینہ گان کی تعداد تقریباً ۷۰ ہزار ہے۔ اور گز ٹکریاً فیبر جو سکیل بیٹر ۷۰ ہر سال پر ملکہ ہیں ان کا تعداد جی تقریباً اتنی ہی ہو گا۔ اب ہمارے صوبے کے جو زیندار ہیں جن کی اڑیں سو ایکٹرا اس سے زیادہ ہے۔ یہ تقریباً دس ہزار ہوں گے۔ ان کی تعداد پچاس ہزار بن گئی۔ اب اگر ہم صرف ایک سال میں ان سے ایک ہزار روپے ہر سال حاصل کریں تو یہ پانچ کروڑ روپے بن جائیں گے۔ (میں صرف ایک رف اعداد و شمار کا اندازہ پیش کر رہی ہوں) کہیں

رقم ہم کیسی اکٹھی کریں گے۔

مسٹر اسپیکر: آپ اپنی اتفیرید ذرا تخفیر کریں۔ بہت وقت ہو گیا ہے۔

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب والا! یہ بخوبی سارہ گیا ہے۔

جناب والا! ہر سال اگر ہم پچاس ہزار افراد سے ہزار روپے کے لئے تویر پائی کروڑ بن جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری بہت سی لوگوں کو نسلیں ہیں۔ جن میں صنع کو نسل، یونین کو نسل، تفصیل کو نسل، میونسل کا روپورشیں اور ٹاؤن کمپنی وغیرہ ہیں۔ اگر ان کے بجٹ سے ہمیں پائی کروڑ ملتا ہے تو یہ کل دی کروڑ روپے کے ہو گھر۔

مسٹر اسپیکر: آپ یہ بجٹ اجلاس میں پیش کریں تو اچھا ہے۔

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب والا! یہ میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ اس پر عملدرآمد ہو۔ اگر ہم صوبائی حکومت سے اور وفاقی حکومت سے ر

سینگھ فنڈ حاصل کر سکیں تو دس کروڑ روپے سے، دل کروڑ فنڈ روپے کو منٹ سے حاصل کریں۔ اس طرح یہ کل تیس کروڑ روپے بن گئے۔ لہذا ہمارے پاس ایک سال میں تیس کروڑ روپے آگئے۔ اگر ہم ان تیس کروڑ کو کسی بینک میں سبیعت کے قرضے کے طور پر رکھیں فرض کریں اس پر بارہ فیصد کے حساب سے جو ضافع ملے گا۔ تو یہ بڑھتے بڑھتے پچاس کروڑ سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے تفصیلاً بتا دیا ہے کہ اس طرح ہمارا جریدس کا چاروں اور پلان سے ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی اس عرصہ میں فضیل لٹریر، کی شریع کوہیم یا فیصلہ کے حساب سے بڑھا سکتے ہیں، اگر تیس فیصد خجھا ہو تو اس رقم سے ہم اس منصوبے کے تحت پائیں لاکھوں خواتین کو نیٹرل تک تعلیم دئے سکتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر: آپ نے ایک سورپے کی قرارداد پیش کی تھی۔ اور اب آپنا

بچا سا کر دو پر چل کئی ہیں

مسٹر فضیلہ عالیٰ:

جناب والا! میر، نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ بچا سا کر دو ہماس سے آئے گا۔ اگر یہ حکومت سمجھدے ہے اور بچوں کو تعلیم دینا چاہتی ہے۔ خواتین کی حواسِ الگ کی شرح کو بڑھانے کے لئے سمجھدہ ہے۔ تو میں جام صاحب سے مگزارت شکر قی مدار کر آپ فوراً اس سے تعلق بلد بھی لا سکتے ہیں۔ فیصلہ لٹریس فنڈ بھی قائم کر سکتے ہیں اور اسے وزیری طور پر نافذ العمل بھجا کر سکتے ہیں۔ جیسے نو شیر والی صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم ان ماربل والوں سے سور و پیٹیکس تعلیم کے لئے لے سکتے ہیں ایک اور صاحب نے جو فرمایا ہے۔ ہمیں گیس سے رانیتی مل سکتی ہے۔ اسے بھی ہم تعلیم کے لئے محاصل کر سکتے ہیں۔ یہ میری تجاذبی تھیں۔ منتظر ہیں۔

مسٹر اسٹیکر: مس پری گل ایک ارب روپے مانگیں گی۔

مس پری گل آغا: جناب اسٹیکر! دراصل میری بین نے اچھی بات کی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا آخر ہمارے پھوپھو پر بہت برا پڑے گا کہ گورنمنٹ سور و پیٹیک اور وہ تعلیم حاصل کریں۔ بخانے اس کے کہ لمبا چھوڑ سیٹیٹ منٹ بنائیں۔ کیوں نہ ہم جام صاحب سے درخواست کریں کہ شروع سے لے کر آخر تک جتنا بھی پچھے ہیں وہ گورنمنٹ اپنے انڈر سے لے۔ جس طرح باہر مالک میں ہوتا ہے کہ ہمارے پیچے حکومت کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں پندرہ بیس منٹ ضائع کرنے سے یہ بہتر ہے۔ کیونکہ پہلے ہی ہماری خواتین پر ذکر کا دھرم لگا ہوا ہے تھیں چالیس روپیے ادا کر دیجئے جاتے ہیں۔ اس طرح دنرا دھرم ہمارے پھوپھو پر لگ جائے گا۔

مسٹر فضیلہ عالیٰ: میری تصریح انہیں بھجو میرا نہیں آئی۔

مس پری گل آغا: میں سمجھو چکا ہوں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے پیچے بچوں کو

کو اس طرح پڑھایا جائے۔ اگر خرد رع سے لے کر آخوند گورنمنٹ بچوں کو اپنے اندر سے لے اوس کا انتظام حکومت کرے تو پہتر رہے گا۔

ڈاکٹر حیدر ملبوح (وزیر مواصلات)

جناب اپنیکر! جیسا کہ منز فضیلہ عالیہ نے ڈیماں میں تجویز دوں کا کہ اگر ہم سور دے پے دیں تو کیا یہ سارا پیسہ اپنا پر خرچ ہو جائے گا۔ انکم ٹیکس اور دیگر جنگوں کی بھی تو ہمارے ملک کو ضرورت ہے۔ اس میں شکہ ہنس کہ ہمارے ملک میں خواتین کی تحریخ خواندگی بہت کم ہے۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم لوں خانہ تعلیمات کے زمانے میں سکول میں پڑھتے تھے۔ اس وقت پانچ روپے مکران میں وظیفہ ملتا تھا۔ متونگ میں ہوتے تھے تو اس روپے اور کوئی آتے تو میں روپے ملتے تھے۔ بجاتے اس کے کہ سور دے پے فی کس کے حساب سے دیں تو اس طرح اس لھرمیں جہاں تین بچپان پڑھو رہی ہوں ان کو تین سور دے پے دیں گے۔ جناب والا! اس کے بجائے ایسا کیوں نہ کریں کہ نمری میں پڑھنے والا کو میں روپے اور اسی طرح ستائیں۔ کافی میں پڑھنے والا کو زیادہ دیں۔

ہمسٹر اسٹریکٹر: آپ کے خیال میں ہماری خواتین کو ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے ملے ہیں۔ ان میں سے کتنے قدر انہوں نے اس مقصد کے لئے دینے ہیں

وزیر مواصلات:

یہ تو انہی کو معلوم ہو گا۔

مسٹر پریس گل آغا: نیری بہن نے جو تجویز دی ہے میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے سیلہ ٹھٹھ ملاؤں میں ایک انگلش میڈیم سکول بنایا ہے۔ جس میں بالکل فرنگی تعلیم ہو گی۔ اس میں میں نے غریب بچوں کے لئے میں لاکھ روپے ہیں۔ بچوں کو لانے لیجاتے کے لئے بس رکھی ہے۔ کتابیں فرنگی ہیں۔ دردھی بھی فرنگی ہو گی یہ بھی تعلیم ہے۔ یہ بیرا اپنا فن ہے جو میں نے اپنے صوبے میں، غریب بچوں کے لئے دیا ہے۔ جام صاحب اور

عمر صاحب کو معلوم ہے میں نے پورا ہو سکل دیا ہے (تالیاں) دور دراز سے عزیب
بچے پڑھنے آتے ہیں۔ گامٹ اور کنٹ اسکلوں میں ان کو دن خل نہیں سلسلہ وہ تو امروں
کے سکول ہیں۔ وہاں بڑی بڑی فلیں ہیں اس نے میں نے پر حیثیت خاتون اپنا پیدا
فہر اور بچٹ اس کے لئے دیا ہے۔ کہ یہاں بہت بڑا مادل سکول بنایا جائے عزیب بچوں
کے لئے باقاعدہ بس ہوئی چاہیئے میں نے تین لاکھ روپے ہیں۔

مسٹر فضیلہ غالیانی :- محترمہ قرارداد پر تقریر کریں

مس پری گل آغا :- انہوں نے آدھ گھنٹہ تقریر کی ہے تو مجھے بھا بولنے کا حق ہے
انہوں نے صرف قرارداد پیش کرنے پر آدھ گھنٹہ تقریر کی۔

مسٹر اسیکر :- برلنہ ہماری آپ قرارداد سے متعلق بات کریں۔

مس پری گل آغا :- جناب والا! آپ نے فڈ کے متعلق پوچھا تو میں نے بتا دیا...
میر عذر الکرم تو شیر والی:- جناب والا! میں اسلامی معاشرے میں خواہ من

کے بارے میں روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اسلام نے چادر اور چار دیواری سک محدود
کیا ہے۔ (خودر - مداخلتی)

مس پری گل آغا :- ہم نئے سر نہیں ہیں۔ چادر ہمارے سر پر ہے آئندہ
ایسی بات نہ کریں

مسٹر اسیکر :- مس پری گل۔ آپ ہاؤس کے دفاتر کا خیال رکھیں

مس پری گل آغا :- جناب اسیکر! جب خواتین بول رہی ہوں تو مرد امداد جانتے

ہیں۔ کم از کم وہ ادب کے ساتھ تو بھیں۔ چادر اور چار دیواری کی بات.....
..... جناب اسپیکر! تاہم میں آپ سے معدود رت چاہتی ہوں۔ اور حمام صاحب
سے گزارش کرتی ہوں۔ کہ بچوں کو آگے لانے کے لئے پورے صوبے میں گورنمنٹ ان کو
اپنی تحویل میں سے لے اور شروع تا آخر ان کی تعلیم کا بندوبست کرے۔

میر عبید الرحمن نو شیر والی: جناب والا! خواہیں کو ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے
بجٹ میں ملے ہیں یہ کس نے دیئے گئے ہیں۔ یہ پیسہ تعلیم کے لئے ناداروں کی امداد و فیض
کے لئے دیا گیا ہے۔ آپ ان کو دے دیں۔

مس پری گل آغا: جناب اسپیکر! یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ جب آپ کو خاران کے
میر کی حیثیت سے اسم لاکھ روپے ملے ہیں (رشور - مداخلت)

میر نبی بخش خان کھو سلمہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! یہاں سارجن
ہونا چاہیے۔ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ (رشور)

مسٹر اسپیکر: مس پری گل آپ نے دس منٹ سے زیادہ سے لئے ہیں لہذا
وہ رہائی فرما کر خاموش ہو جائیں۔ اور تشریف رکھیں

سردار محمد تقیوب خان ناصر (رزیر آپ پاشی و بر قیات)

جناب اسپیکر! جہاں تک محترمہ نے قرارداد پیش کی ہے یہ بڑی اچھی قرارداد
ہے۔ ایسے بہت سے اچھے اور کام بھی ہیں۔ جن کو اس قرارداد میں پیش کریں۔ یہ ایک
کا دل چاہتا ہے کہ ایسی قرارداد میں پاس ہوں۔ طالب علموں کو ذمیثہ ملیں۔ لیکن محترمہ نے
حرف خواہیں سکتے اس کو محدود کیا ہے۔ جیکہ اس کا تعلق والدین سے ہے والدین اپنے
رہ کوئی اور رہ کوئی کی تعلیم کا بوجھ رکھاتے ہیں انہوں نے معاشری اقتداء ہی حالت پر زور
ہے کہ والدین ان کو ہمیں پڑھا سکتے ہیں تو جناب والا! یہاں والدین تو رہ کوئی کو بھی پڑھاتے

ہیں۔ اگر خواتین میں خواندگی کی شرح کم ہے۔ تو اس کی وجہ ہمارے معاشرے کا قصور جی سے۔ کیونکہ اکثر والدین اپنی لڑکیوں کو نہیں پڑھاتے۔ جب والدین اپنے لڑکوں کا یوچھے اٹھا سکتے ہیں۔ تو وہ لڑکیوں کے قلبی اخراجات پورے کر سکتے ہیں۔ میرے بھئے کا مقصد یہ ہے کہ اگر حرف لڑکیوں کو ذمیثہ ملتا چاہیے تو لڑکوں کو بھی ذمیثہ دیا جائے۔ میرے بھئے کا مقصد یہ ہے کہ بھجھی والدین اٹھاتے ہیں۔ تاکہ ان کا یوچھہ ہلکا ہو جائے۔ محترم فرمادیں کہ خواتین کی شرح کم ہے.....

مسٹر اسپرکر:- اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

وزیر اعلیٰ

جناب والا! میں ایک بات عرض کرتا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں آپ کو باعث عدن کی سیر کرتا ہوں تو کون بدجنت ہوگا جو انکار کرے گا۔ یہ قرارداد جو پیش آؤں ہے اس کے اعتراض و مقاصل ایوان کے ساتھ ہیں۔ یہ اپنی جگہ پر جیسا کہ ظاہر ہے ایوان میں آپ چاروں طرف دیکھیں۔ میران کم نظر آ رہے ہیں۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ الی یہ قرارداد میں ہوں۔ جن پر عذر را مرکیا جاسکے! جناب والا! وہ سمجھدار ہیں۔

جناب والا! ہمارے ملک میں تعلیم کی شرح بہت کم ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں ہمارا ملک پاکستان تعلیم کے سیدان میں بہت پیچھے ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں نہ صرف مردوں میں بلکہ عورتوں میں بھی تعلیم پر زور دیں۔ ہماری موجودہ حکومت کا منتشر ہجھی ہے۔ ہم جو منتشر کر رہے ہیں ائمۃ اللہ چند ماں میں آپ کے سامنے پیش ہو جائے گا، محترمہ نے فرمایا ہے کہ ہماری آبادی میں سورات کی تعداد زیادہ ہے۔

جناب والا! میں بتلا تا چاہتا ہوں۔ ہمارا بھی یہی منتشر ہے۔ جیسا کہ فضیلہ عالیہ نے فرمایا۔ یہ جمی اپنے بینوں کو اس منزل پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ جہاں پر پہنچ کر نہ صرف اپنے سنتے بدل اس ملک کے لئے جیسا مدد و معادن ثابت ہوں۔ ولیسے جیسی بھی کہا جاتا ہے کہ پہنچ کی چیزیں تحریکتیں مان کر گردہ ہیں۔ جہاں دہ ابتدا فی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ لہذا یہی جملے کہ ہم خواتین کو زیر تعلیم سے آزاد کریں۔ تاکہ سچے کیا اولین پروردش تعلیمیا فتنہ مان کی گود لیں ہو۔ حضور حلم نے فرمایا کہ ماں کے قدموں تک جنت ہے۔ حضور نے ماں کی گود کو

بچے کے لئے پہلی درس بگاہ بتایا ہے۔ اور یہ بچہ جب آگے بڑھتے تو پھر اسے سفری بادو
نہیں اور حفا چاہیے۔ ہمیں پورے پاکستان میں اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے اور اس کے
لئے ہماری کیا ہماری نہیں اور مرد حضرات یہ بھی جان لیں کہ اسلامی نظام اور اسلامی
ملکت کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنا تعلیم سے اسلام کی صحیح طور سے نمائندگی کر سکیں جہاں
تک قرارداد کا تعلق ہے تو میں پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں کہ آپ کی حکومت یعنی ہم یہ چاہتے
ہیں کہ تعلیم پر بہتر سے بہتر کام ہوتا کہ ہم لوگوں کو اور دنیا کو یہ دلکھا سکیں کہ پاکستان میں
اسلام پر عملی کام ہو رہا ہے۔ اس قرارداد پر فضیلہ عالیہؑ صاحب حجہ نے جو میرزا نیہ پیش کیا
ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایسا میرزا نیہ فناں مفتر بھی نہیں پیش کر سکتے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں
کہ ان میں فناں کی بھی صلاحیتیں موجود ہیں۔ جو انہوں نے حساب ستار اور اعداد و شمار
اس ایوان کے سائنس پیش کئے ہیں وہ اچھے ہیں۔ لہذا میں آپ کو یہ تفہین دلانا چاہتا ہوں
کہ آپ کی حکومت اور اس کے نمائندے سے تعلیم پر پوری توجہ دیں گے۔ ہماری بد قسمی یہ
ہے کہ ہم نے تعلیم کے اس بیکٹ کو سامنے نہیں رکھا۔ آپ کو اس بات کا علم ہو گا کہ آپ
کی حکومت تعلیم پر جو رقم خرچ کر رہی ہے وہ تقریباً بیالیں کروڑ روپے ہے اب
ہمیں دوسری طرف اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہو گا کہ وہ کوئی دجوہات ہیں جن
کی وجہ سے خواتین آگے تعلیم حاصل نہیں کر رہی ہیں۔ یہ بات ہمارے سلسلہ بنیادی حقیقت
رکھتی ہے۔ جسے ہم سن دو رکنا ہے اور اس کے لئے ہم مناسب اتفاقات بھی کر سکتے ہیں اس
کے ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ جب کوئی بچہ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو کوئی نہیں
روک سکتا۔ دنیا آگے بڑھ رہما ہے ہمارے قدم آگے جاوہ ہے ہیں۔ ہمیں اس منزل پر
جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ جو ہمارا منشور ہے۔ لیکن اس منزل کے لئے ہمیں کوشش
کرنی ہوگی جس پر باہر کی دنیا یہ کہہ سکے کہ واقعی پاکستان ایسا خط ہے جہاں پر خواتین
کو وہی مقام دیا گیا ہے۔ جو ایک اسلامی ملکت کو دنیا چاہیے۔ اس پر ہمیں عذر کرنا ہے (تایا)
حساب والا جہاں تک پہیوں کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں ان منشویوں کے بعد
پیسہ کوئی ایمیت نہیں رکھتا رہ جیسے عوام کا ہے اور عوام کے بعد بھی خرچ کی جاتا ہے لیکن
اس پر منشو ہو بندھی کرنا۔ اس کا جائزہ لینا اور اس کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔ کل اخبار
میں یہ خرچ پیسہ کی کو جو خواتین تعلیم حاصل کریں گی۔ انہیں "درود پیسہ" ذمہ دیا جائے گا یہ بہت

اچھی بات ہے۔ اگر آج میں، یہ کہوں کہ پاکستان، امریکہ یا فرانس بن جائے تو، تو کہنے کو تو
یہ اچھی بات ہے۔ لیکن لوگ یہ کہیں کہ کہ یہ عجیب، بات ہے کہ جسے پاس پکھ سہے ہمیں ملک
کو امریکہ اور فرانس بنانے پڑتے ہیں۔ ہمیں یہ یقین ضرور ہے کہ ہمیں اس منزل پر پہنچا ہے اور
انشاللہ آئندہ خواتین کی تحریخ خزاندگی زیادہ ہو جائے گی، لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ
میں نے تعلیمی سلسلہ میں اسکولز اور کالج کے جتنے دور سے کہہ ہیں ان ہمکو لوں اور کا جوں
کو دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا کہ اس ملک کا اس کی عوام کا پیغمبر کس طرح خاتون کیا جاتا ہے
تعلیم کا دادہ معیار نہیں ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ میں اپنے طالب علموں سے کہوں گا کہ تعلیم کا
دہ سینڈرڈ قائم کریں جو ہم چاہتے ہیں۔ آج مطلوبہ سینڈرڈ حاصل نہیں ہو رہا اس پر
ہمیں دسردیں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس بات پر عنور نہیں کرتے کہ یہ بچے صحیح تعلیم کیسے
حاصل کریں۔ جب تک ہم صحیح تعلیم حاصل نہیں کریں گے۔ ہم بوجپتان کو اس منزل اتک نہیں
پہنچا سکتے۔ ہمیں۔ جناب والا امیرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے سر دہوں یا عورتیں
بچے ہوں یا پھیاں وہ با مقصد اچھی اور بہتر تعلیم حاصل کریں۔ اسلامی تعلیم حاصل کریں میں
یہ نہیں کہتا کہ ہماری خواتین مغربی طرز کی جیٹیاں نہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی نظام
میں ہماری بہنیں ایسا تعلیم حاصل کریں کہ پورے کو دنیا ہماری طرف اور رشنا کرے۔ اور
ہماری عورتوں کو دیکھتے تو ان بہ بھی رشک کرے اور یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ پاکستان
واقعی جنت کا ایک عنصر ہے۔ واقعی باغِ عدن ہے۔

جناب والا! مجھے امیرے کہ حلومت ان کی قرارداد پر پورا عنور کرے گئی ہم اس
کا پورا جائزہ نہیں گے۔ انشا اللہ حبد (۱) میں اس بارے میں آپ کو مفصل بتاؤں گا جس
سے تمام حضرات کی تسلی ہوگی۔ جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ ہم صحیح مصنفوں میں آپ کی
تعلیم چاہتے ہیں۔ ہم آپ کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ آپ کو ترقی
دینا چاہتے ہیں۔ آپ کو ہم وہ مقام دینا چاہتے ہیں جو آپ کو اپنے نہیں ملا رہا یا۔

ہسترا پیسکرہ! منزل فضیلہ عالیانی کیا آپ دزیراً علی صاحب کی یقین دہانی کے بعد
خطمن نہیں۔ اس قرارداد کو بعد میں بلکہ صورت تبیر لائیں تو پہتر ہو گا۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں اس کے لئے ایک صورت تالون بناؤں گا جو ایک بیل کی صورت میں ہو گا۔ جو بھی اس ایران کے معاذراً اکین اس میں حصہ لینا چاہیے، اسے دے سکیں۔ کیونکہ حزاۃین کی تعلیم ایک بہایت اہم اور ضروری مستند ہے۔ جب میں جتنے زیادہ اراکین کی شوہریت ہو بہتر ہو گا۔

مسٹر اسپیکر: من فضیلہ عالیانی! آپ کی یہ قرارداد میں کی صورت میں پیش ہو جائے گی۔ اس میں ساری تفصیل ہو گی۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں انہیں کہوں گا کہ وہ اس قسم کا صورت نہیں۔ ان تمام اخراجات اور دیگر امور کا خیال رکھا جائے گا۔

مسٹر فضیلہ عالیانی: جب یہ میں کی صورت میں لا رہے ہیں۔ تب تو ابھے سدیکٹ کیجئے) کے سامنے نہیں پیش کرنا چاہیئے۔ باقی چرچام صاحب نے یقین دہانی کرائی پہنچان پہنچا دوں پر اور جو میں نے اعداد و خمار پیش کئے ہیں ان کا خیال رکھا جائے گا میں نے فیصلہ طریقہ فنڈ کا جوڑ کر کیا ہے اس کو قائم کیا جائے گا میں اس سے مزید کوئی سیاسی فائدہ بھی نہیں اٹھانا چاہتی۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ پیاری خواتین اس سے مستفید ہوں۔ میں قائد ایوں ان کا تہہ دل سے ٹکریا رکھ کر کریں ہوں کہ انہوں نے اس تحریک اور میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ میں ان کے ساتھ حزیپ مل کر کام کروں گی اور حکومت کی مدد کروں گی۔

مسٹر اسپیکر: کیا آپ اپنی اس قرارداد کو واپس لینا چاہتی ہیں؟

مسٹر فضیلہ عالیانی: جناب اسپیکر! اس وقت آپ میری رہنمائی کریں۔

وزیر اعلیٰ: جناب اسپیکر! جب بھی آئندہ اس قرارداد سے متعلق مسودہ قانون پیش کروں گا۔ اس میں ساری تفصیل ہو گی۔ تمام ممبر حسبیان اس میں حصہ لے سکیں گے۔ اور اگر اس مسودہ میں کوئی بھی رہ کمی ہو گی، تو اس کو سینکڑت بھیٹ کے پرورد کر دیں گے جو اس کے ہر پہلو کا جائز ہے گی۔

مسٹر اسپیکر: اب کیا آپ اپنی قرارداد والپس لینا چاہتے ہیں؟

مسٹر فضیلہ عالیہ ایڈ: جی ہاں! (قرارداد پہ نہ رہنی دیا گیا)

قرارداد نمبر ۲۵۔ من جانب مسٹر اقبال احمد حبوبیہ

مسٹر اسپیکر: میر اقبال احمد حبوبیہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

میر اقبال احمد حبوبیہ: جناب اسپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ قراردار ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ:-

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ یہ آنے لے سرہنگ جو اس وقت کو نظر تابی اور سکھ چل رہی ہے۔ اس روٹ پر جیکب آباد کو بھی شامل کی جائے تاکہ ضلع فیصل آباد اور ضلع جیکب آباد کے عوام بھی اس سہولت سے مستفید ہو سکیں۔"

مسٹر اسپیکر: قرارداد یہ یہ ہے کہ:-

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی

حکومت سے رجوع کرے کہ پی آئی لئے سردوں جو اس وقت کوٹھ تا سبی
اور سکھ چل رہی ہے۔ اس روٹ پر جیکب آباد کو بھی شامل کیا جائے
تاکہ ضلع نصیر آباد اور ضلع جیکب آباد کے عوام بھی اس سہولت سے
ستفید ہو سکیں۔"

حضرت اقبال احمد حکوم سہ۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ اس معزز الیان کے تمام
میران کو معلوم ہے کہ ضلع نصیر آباد ضلع کوٹھ کے بعد آبادی کے لحاظ سے دوسرے
بزرگ ہے۔ مگر اس سارے ضلع میں کوئی ہوائی سردوں کی سہولت نہیں ہے۔ جیکب آباد
چونکہ ضلع نصیر آباد کے بہت ہی قریب ہے اور وہاں پہنچنے سے ہوائی سردوں موجود
ہے اور جیکب آباد کوچھ سردوں پہنچنے سے چل رہی ہے اور اب یہاں نئی سردوں
کوٹھ تا سبی اور سکھ شروع کی جا رہی ہے۔ اب اس میں جیکب آباد کو بھی شامل
کیا جائے تو ضلع نصیر آباد کے عوام کو بھی اس سے سہولت ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ
یہ معزز الیان مجھ سے اتفاق کرے گا اور آپ اپنی حمایت سے مجھے لوازیں گے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے اور جیسے کہا گیا
ہے انہوں کو کیا چاہیئے دو آنکھیں یہ اچھی بات ہے اور مجھے خوشی ہے کہ ہمارے
معزز ارالین صرف اپنا خیال نہیں کرتے ہیں بلکہ جیکب آباد کے لوگوں کا بھی خیال
کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آنندہ جیکب آباد والے بھی بلوچستان کے عوام کا اسی
طرح سے خیال کریں گے۔ (تحمیں دا فریں)

جہاں تک اس سہولت کا تعلق ہے وہ ضرور ہونی چاہیئے۔ سہولت ہر مقام
پر ہونی چاہیئے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے تمام ضلعی مقامات پر بھی ایسا چیز
بن رہے ہیں۔ اور انشا اللہ معزز رکن کی خواہش کا خیال کرتے ہوئے ان کا احترام
کرتے ہوئے ہم اس سلسلہ میں فیڈرل گورنمنٹ یے رجوع کریں گے۔ اگر ہماری یہ
بات صحیح ہوئی اس میں کوئی وزن ہوا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مرکزی حکومت ہماری
اس بات کو نہ مانتے ہیں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوا۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری اس

یقین دہانی کے بعد اس پر زور نہیں دیں گے۔ ان کا منشاء تو صرف یہ ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں میسر ہوں۔ اگر وہ یہ قرارداد پیش بھی نہ کرے کرتے تو آپ کی حکومت کا یہ فرضیہ تھا کہ وہ اس کا خیال کرتی جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم تو ایہا مود کے متعلق مرکزی حکومت کی توجہ سبز دل کرتے رہتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے اور ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہم یہ مطالبہ بھی مرکزی حکومت نکل پہنچانیں گے۔ میں یہاں اس وقت کوئی اشارہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور صحیح بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس وقت یہاں پر مرکزی حکومت کے مشیر، سینیٹر ایک برٹے اخبار کے ایڈٹر صاحب بیٹھے ہوتے ہیں اور گیدڑی میں سن رہے ہیں اور وہ بھی ان کی حمایت کریں گے۔

مسٹر اسکنکر:— کیا موزز ببر صاحب اپنی اس قرارداد کو والپس لینا چاہتے ہیں؟

مشیر اقبال احمد طھوسرہ:— جیسا کہ چیف منٹر صاحب نے یقین دہانی کرانی ہے مجھے امید ہے وہ اپنی ذاتی کوششوں سے دلچسپی سے کر جیکب آباد کو بھی اس سروں میں شامل کر لیں گے۔ میں ان کا تہذیل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری حمایت بھی فرمائی ہے اور یقین دہانی بھی کرانی پڑے۔
(قرارداد پر زور نہیں دیا گیا)

مس پری گل آغا:— جناب والا! ہم نے جو سوالات دیئے تھے وہ کہاں غائب ہو گئے ہیں؟ یہ دس دن پہلے میں نے سیکرٹری صاحب کو دیئے تھے وہ کہاں ہیں مجھے ان کے متعلق بتایا جائے۔

مسٹر اسکنکر:— آپ نے جو سوالات دیئے تھے وہ دیر سے دیئے تھے اور ہمارے اہل سیکرٹریٹ کو کل شام ۷۰۰ تک ہیں اور پہنچ نہیں ہو سکے ہیں۔

مس پری گل آغا: وزیر متعلقہ صاحب نے اس کے جواب پہلے دیئے ہیں۔ ان کی کافی بھی پہنچ گئی ہے۔ میں افسوس کی بات ہے کہ وہ اس سیشن میں نہیں ہیں اور آپ حقوق اسلام کا اس اقدام میں تاکہ اس سیشن میں یہاں پیش کرتے۔

مسٹر اسیکرر: جب دھرم بولات تھا۔ آپ اس وقت بات کرتیں تو صحیح تھا۔

مس پری گل آغا: میں نے وزیر متعلقہ سے پوچھا ہے انہوں نے تمام جلسات کی سیکرٹریٹ کی بھیج دیئے ہیں۔ وہ یہاں بیٹھنے ہوئے ہیں۔

مسٹر اسیکرر: کل رات کو ہی بھیجے ہیں۔

مس پری گل آغا: کل رات کو نہیں بھیجے تھے۔

وزیر اعلیٰ: جناب والا! میں محترمہ کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ جیسے ہی اجلاس کا کارروائی ختم ہو جائے وہ میرے پاس آئیں۔ میں ان کو جواب دے دوں گا اور ان کو تسلی کراؤں گا۔

مسٹر اسیکرر: اب سیکرٹری اسپلی گورنر صاحب کا حکم پڑھ کر من میں گے۔

Mr. Azhar Saeed Khan
SECRETARY ASSEMBLY:-

"In exercise of the power conferred on me by clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, General (Rtd) Muhammad Musa, H.J, Governor of Baluchistan, hereby prorogue the provincial Assembly of Baluchistan with immediate effect."

محترم سعید کریم میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا اور تمام اراکین اسیلی کا مشکور ہوئی کہ انہوں نے اسیلی کی کارروائی میں دلچسپی لی اور اس ایمان کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ذیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ جب اسیلی کا اجلاس طلب کریں وہ اسی کے لئے مناسب وقت دیں۔ یہ تمام محکمہ جات جو اسیلی کی کارروائی کے لئے کام بھیجا چاہیں وہ بھی وقت پر ارسال کریں۔ تاکہ آئندہ کوئی دشواری پیش نہ آئے اور ساتھ ہما میری گزارش ہے کہ جب اسیلی کے اجلاس کی کوئی تاریخ تعین کی جائے تو اس کے لئے پہلے کافی وقت ہو۔ تاکہ عمران اسیلی سوالات وغیرہ بھیج سکیں۔ شکریہ۔

اسیلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کی جاتا ہے
دو پھر بارہ بجکر تیس منٹ پر اسیلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا